www.novelsclubb.com
رعد
از قلم عشاء افضل
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

رعد

از قلم

عشاء افضل

www.novelsclubb.com

رعد

از قلم عشاء افضل

قسط نمبر 10

ہسپتال کے تیز روشنی والے کمرے میں دو نفوس بیٹھے دکھائی دے رہے تھے۔

ایک بستر پہ موجود تھا جبکہ دوسرا قریب ہی کرسی جمائے اس پہ براجمان تھا۔دونوں کے چہرے پہ دھیمی مسکراہٹ تھی۔غالباان کے درمیان خوشگوار گفتگو کا سماں تھا۔

"تم بچپن میں بھی ایسے ہی کرتے تھے۔" عائشہ نے مسکرا کر اسے دیکھا اور ماضی کے حدید کا حوالہ دیا۔

www.novelsclubb.com

"خیر بچپن میں تو آپ کو مجھ پہ کافی پیار آتا تھا۔" اس نے نہایت محبت اور اپنائیت سے جواب دیا۔ ہلکے نیلے رنگ کی ہائی نیک کے ساتھ گہرے نیلے رنگ کا کوٹ پہنے ساتھ سیاہ جینز زیب تن کیے وہ ہشاش بشاش تھا۔ حدید نے ان کی مسکراہٹ کو شاد ہو کر دیکھا۔

"تم تھے ہی اتنے پیارے۔ جانتے ہو تم جیسا کیوٹ بچہ میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔" وہ اس کا بچپن یاد کرتے تعریفی لہجے میں گویا ہوئیں تو وہ بے ساختہ مسکرایا۔

"پیارا تو میں اب بھی ہوں۔ بس آپ کی بہو۔۔۔" وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہوا تو وہ مستفسر ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"بہو کیا؟"

"اسے میں زیادہ ہی پیارا لگتا ہوں۔" اس نے میسنی ہنسی ہنستے نہایت صفائی سے بات بدلنا چاہی۔

"کیا سچ میں؟" وہ اسے نادیبی نگاہوں سے گھورتے ہوئے پوچھنے لگیں۔ انہیں حدید کی بات میں سچائی نہیں دکھی۔

"آپ کو شک ہے کیا؟" وہ برا مناتے ہوئے بولا۔

"ہے تو" انہوں نے انکار نہیں کیا۔

"میرے پیارا ہونے میں؟" حیرت ہی حیرت تھی۔

"نہیں بیوقوف" وہ اس کی عقل پہ ماتم کناں ہوئیں۔

"پھر؟"

"کہ تم نور سے زیادہ پیارے ہو۔"

"مطلب آپ بہو کی حمایت کریں گی۔ بس بھئی پتا نہیں کونسی ساسیں ہوتی ہیں جن کو بہوئیں زہر لگتی ہیں۔" وہ خالص جھگڑالو عورتوں کی طرح بولا جنہیں ساس بہو کی حمایت کرتی برداشت نہیں ہوتی۔

www.novelsclubb.com

"خبر دار جو میری بیٹی کو کچھ بولا۔" انہوں نے اسے گھورتے ہوئے تنبیہ کی۔

"بیٹی جو مرضی بول لے۔" وہ ناراض ہوا۔

"کیا کہا ہے اس نے؟" تفتیش بھرا انداز۔

"کیا نہیں کہتی وہ؟" پرشکوہ انداز۔

"محبت کرتے ہو نا اس سے۔ پسند کی شادی کی ہے۔ اب اس کے نخرے بھی اٹھاو۔" یوں کہا گویا محبت کی ہے تو اب نبھاو۔

"وہی تو اٹھا رہا ہوں۔" درست بات کی۔

"اکتا گئے ہو؟" جانچتی نگاہوں سے اس کو پرکھتے ہوئے پوچھا۔

"اس سے نہیں اکتا سکتا۔" دل کی شکست تسلیم کی۔

"پتا ہے اس وقت تم مجھے ایک محب دکھ رہے ہو۔۔۔" وہ مزید کچھ کہتیں کہ وہ بول پڑا۔

"نا کریں پلیز۔" التجائی انداز۔

"تم محبت کرتے ہو تو قبول بھی تو کرو۔"

"کرتا ہوں۔ مگر اس کے سامنے نہیں کر سکتا۔" وہ بے بسی کے اعلی درجے پہ فائز بولا۔

"کیوں؟" انہوں نے جاننا چاہا۔

"کیونکہ وہ نہیں سمجھے گی۔" کس کرب سے بولا تھا یہ وہی جانتا تھا۔

"تم سمجھاوگے تو وہ سمجھ جائے گی۔" انہوں نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

"مام پلیز!" وہ اس موضوع پہ مزید گفتگو نہیں چاہتا تھا۔

"اوکے" انہوں نے اپنے لبوں پہ انگلی رکھی۔ کہ میں خاموش ہو چکی ہوں۔ مگر مسکراہٹ تھی کہ ختم نہیں ہو رہی تھی۔ حدید نے بے چارگی سے انہیں دیکھا۔

www.novelsclubb.com

اسی وقت باہر شور کی آواز آئی تو حدید معذرت کرتے اٹھا۔وہ دروازہ کھول کر باہر آیا تو اپنے سامنے سے ایک سٹریچر گزرتے دیکھا۔ سیکیورٹی کا عملہ اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔یقینا کوئی بڑی شخصیت ہسپتال آئی تھی۔اس نے ایک نظر ارد گرد پہ دوڑا کر واپس اندر جانا چاہا۔ مگر وہ ایک نظر کچھ ایسا دیکھ چکی تھی کہ وہ چاہ کر بھی اندر نہیں جا پایا۔ سنہری بالوں والی لڑکی بنچ پہ بیٹھی زارو قطار رو رہی تھی۔اس کے نفیس کپڑوں پہ خون کے دھبے موجود تھے۔بکھرے بال،داغ دار کپڑوں اور آنسوؤں سے تر چہرے والی وہ لڑکی اس کی زخرف تھی۔وہ اسے کیسے نہ پہچانتا۔اس نے ایک قدم بڑھایا۔اور پھر وہ تیز قدموں سے چل کر اس کے قریب پہنچا۔

"زخرف"اس نے پریشانی اور فکر مندی سے اسے پکارا۔ لیکن اس نے تو جیسے سنا ہی نہیں۔

"زخرف"اس کے کندھے کو ہلکا سا چھو کر پکارا تو اس نے سر اٹھایا۔ سرخ ڈوروں سے سجی سیاہ آنکھیں اس کی سیاہ آنکھوں سے ملیں۔اس نے نم آنکھوں سے چند

www.novelsclubb.com

لمحے نووارد کو دیکھا اور پھر ایک حادثہ ہوا جس نے حدید عالم کو منجمند کر دیا۔ وہ بیچ سے اٹھتے اچانک ہی اس کے گلے لگ گئی۔ بازوؤں کو اس کی کمر کے گرد باندھے اس نے حدید عالم کا سانس روک دیا۔ صرف سانس ہی نہیں۔ اس کی ہر حس جامد کر دی۔ ارد گرد چلتے لوگ بھی پتھر بن گئے۔ آوازیں سماعت تک پہنچنے سے انکاری ہو گئیں۔ ہوائیں خوشگوار احساس لیے اس سے لپٹ گئیں۔ ساری روشنیاں مدھم پڑ گئیں۔ بس اس کے ساتھ لپٹی لڑکی کے اندر سے نکلتی کرنیں تھیں جو حدید عالم کے آر پار ہو رہی تھیں۔

کئی لمحات اس کی آنکھیں تعجب اور حیرت کے باعث کھلی رہیں۔ کتنے ہی سیکنڈز اسے سانس بھی نہ آیا۔ جب پھیپھڑوں نے زور ڈالا اور آکسیجن کی کمی شدت اختیار کرنے لگی تو اس نے کھینچ کر سانس لیا۔ سانس لینے کا عمل شروع ہونے کی دیر تھی وہ جیسے ہوش میں لوٹا۔ وہ۔۔۔۔ زخرف نور۔۔۔ حدید عالم کی زخرف نور، وہ اس کے شانے پہ سر رکھے ہوئے تھی۔ دنیا میں جنت مل جانا کسے کہتے ہیں یہ اس نے

جان لیا تھا۔ کچھ لمحات میں اس نے خود کو کمپوز کیا۔ اپنے کندھوں پہ نمی محسوس کر کے اس نے اسے خود سے علیحدہ کیا۔ وہ جدا ہوئی تو اس کا چہرہ غور سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ان سیاہ آنکھوں میں سرخ ڈورے دیکھ اس کے دل کو کسی نے مٹھی میں لیا۔

"کیا ہوا زخرف؟" اس کے ہاتھوں کو اپنے گرم ہاتھوں میں لیتے نہایت نرمی سے پوچھا۔ کپکپاتے ہاتھ یک دم ہی ساکت ہوئے تھے۔

"وہ۔۔۔" وہ بتانے کی کوشش کرنے لگی مگر زبان نے ساتھ نہ دیا۔

"پہلے پر سکون ہو جاو۔" اس کے الجھے سنہری بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے ہوئے تحمل مزاجی سے کہا۔ اس کے لباس کے داغ اسے کوئی اور ہی داستان سنا رہے تھے مگر فلحال وہ منفی سوچوں کو خود پہ وارد ہونے نہیں دے سکتا تھا۔ مگر حقیقت سے کس کو رستگاری ہے؟

"کیسے ہو جاوں؟" وہ تھکن سے چور لہجے میں بولی۔ نم دار لہجہ۔۔۔ پھٹی ہوئی آواز یہ بتانے کو کافی تھی کہ وہ کافی دیر سے رونے کا عمل جاری کیے ہوئے تھی۔

"اسے۔۔۔ گولی۔۔۔ لگی ہے۔وہ۔۔۔۔ مر رہا ہے۔"اٹھتے ہوئے بمشکل سامنے والے کو حالات سے آگاہ کیا۔اس دوران آنکھوں نے ایک پل بھی برسنا نہیں چھوڑا۔

"کون مر رہا ہے؟کسے گولی لگی ہے؟"حدید نے رک رک کر پوچھا۔دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔آخر کیا ہو گیا تھا؟

"برہان۔۔۔۔ برہان کو گولی لگی ہے۔یہ۔۔۔۔یہ خون دیکھو۔یہ اس کا خون ہے۔"اس کے ہاتھوں سے ہاتھ نکال کر اس کو اپنا خون آلود لباس دکھاتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے وحشت ہو رہی ہے۔مجھے خوف آرہا ہے۔وہ۔۔۔۔وہ گولی مجھے لگنی تھی نا تو وہ اسے کیوں لگی؟وہ تو بے قصور تھا۔"ہمایوں کمال کی نگاہوں سے سہمی وہ لڑکی سارا قصور خود کا ہی نکال گئی۔

"اسے کسی کے حصے کی گولی نہیں لگی۔ کوئی کسی کے حصے کی تکلیف نہیں اٹھاتا۔ خود کو قصوروار مت سمجھو۔" اس کا چہرہ ٹھوڑی کے مقام سے تھام کر اپنے روبرو کرتے ہوئے سمجھانا چاہا۔

"تم سمجھ کیوں نہیں رہے ہو۔ وہ مر گیا تو میں زندہ نہیں رہ پاؤں گی۔" زخرف نے بے بسی کی آخری حد پہ قدم رکھتے ہوئے روتے ہوئے کہا۔ اس کا یہ جملہ عام نہ تھا۔ وہ کہہ رہی تھی جبکہ حدید محسوس کر سکتا تھا کہ وہ سچ کہہ رہی تھی۔ پہلی بار حدید عالم نے برہان کمال کی زندگی کی دعا مانگی تھی۔

"وہ نہیں مرے گا۔" حدید مضبوط لہجے میں بولا۔

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟" اس کے الفاظ پہ چند پل راحت محسوس کرنے کے بعد وہ پھر بے یقین ہوئی۔ بھلا کسی کے کہے الفاظ سے دنیا کے نظام میں تبدیلی واقع ہوتی ہے؟

www.novelsclubb.com

"کیونکہ اللہ تمہارے آنسوؤں کی لاج رکھ لے گا۔" اس کے چہرے پہ پھیلے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے اس نے پرامید لہجے میں کہا۔

"اللہ۔۔۔ہاں میں اللہ سے دعا کروں گی۔ وہ برہان کو کچھ نہیں ہونے دے گا۔"

اس سارے وقت میں وہ پہلی بار اللہ کے ذکر پہ پر سکون ہوئی۔

اسی وقت دانیال کمال کی وہاں آمد ہوئی۔ حدید کو دیکھ کر ان کے ماتھے پہ شکنوں کا جال بنا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" چھوٹتے ہی سرسراتے لہجے میں استفسار کیا۔

"میں اپنے دوست سے ملنے آیا تھا۔ وہ بھی یہیں ایڈمٹ ہے۔" جانے کیوں لیکن وہ یہ نہیں بتا پایا کہ وہ عائشہ سے ملنے آیا تھا۔ جانے نانا، نواسی کا اس پہ کیا ردعمل ہوتا؟

"نانا، برہان ٹھیک ہے؟" ان کی گفتگو میں شامل ہوتے اس نے اپنے آنسو صاف کرتے اپنے دوست کا حال پوچھا۔

"وہ ٹھیک ہے بیٹا۔ وہ میرا پوتا ہے۔ بہادر اور مضبوط ہے۔ ایک گولی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔" وہ نہایت مان سے بولے۔ اگر برہان سن لیتا تو اسے یقین نہ آتا۔

"وہ ہوش میں نہیں تھا نانا" وہ کسی صورت پر سکون نہیں ہو رہی تھی۔ دماغ دلائل ڈھونڈ ڈھونڈ کر اسے تھکا رہا تھا۔ دل تھا کہ بات نہیں مان رہا تھا۔ روح تھی کہ چھلنی ہوتی جا رہی تھی۔

"کیونکہ وہ گولی اس کے دائیں جانب سینے میں چھید کر کے نکلی ہے۔ کچھ دنوں تک وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ تم گھر جاؤ اور یہ لباس تبدیل کرو۔" برہان کی طبیعت کا حال احوال بتانے کے بعد انہوں نے اسے گھر جانے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ جس چیز سے وہ اسے بچانا چاہتے تھے اس کے وقوع پذیر ہونے میں کچھ ہی دیر باقی تھی۔

"میں نہیں جاؤں گی۔" وہ بے بسی بھری ضد کرنے لگی۔

"تم اسے اپنے ساتھ لے جاو۔اس کا یہاں سے جانا ضروری ہے۔" انہوں نے اسے چھوڑا اپنے داماد کو پہلا حکم جاری کیا۔اور داماد کی مجال جو وہ انکار کرتا۔

"چلوز خرف" اس نے فوری نانا سسر عرف منسٹر صاحب کا حکم مانا۔اور اپنی بیوی کو بھی اس فرمان کی بجاآوری کے لیے کہا۔

"نہیں۔۔۔جب تک برہان ہوش میں نہیں آتا۔میں نہیں جاوں گی۔" بیوی ٹھہری ضدی فوراً ہی انکار کر گئی۔

"تمہیں گھر جانا ہے نور۔اٹس مائی آرڈر" پہلی بار انہوں نے سخت لہجے میں حکم سنایا تھا۔ضدی نواسی کو حیرت کا جھٹکا لگا اور وہ چپ ہو گئی۔آنسو یک دم ہی رک گئے۔

اسے اچانک ہمایوں کمال کی نظریں یاد آ گئیں۔

☆☆☆

گہرے اور تاریک اندھیرے میں اس وجود نے کانپتے ہاتھوں سے ایک نمبر ملانے کی کوشش کی۔ناکام ہوا۔پھر کوشش کی۔بالآخر نمبر ملا لیا۔سانس متوازن نہ تھی۔

پورا جسم پسینے سے شرابور تھا۔

بیل جا رہی تھی۔ ہر گھنٹی کی آواز کے ساتھ اس کے خون کی رفتار بڑھ رہی تھی۔

خوف اور وحشت سے اس کا دل بند ہو رہا تھا۔

کال اٹھالی گئی۔ مگر اس سے کچھ بولنا محال تھا۔ وہ مسلسل بولنے کی تگ ودو میں ہلکان ہونے لگا۔

"فرید؟ فرید یہ تم ہو؟"

دوسری جانب والا شاید اسے پہچان چکا تھا۔

"ہ۔۔۔ہا۔۔۔ہاں"

زبان لکنت زدہ ہو رہی تھی۔

"کیا ہوا؟ اتنے خوفزدہ کیوں ہو؟"

"مجھ سے۔۔۔۔ نشانہ خطا ہو گیا۔" اس نے ہانپتے ہوئے مدعا بیان کیا۔

"واٹ؟" مقابل کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

"میں نے جان بوجھ۔۔۔"

"تم سے غلطی ہوئی یا تم نے جان بوجھ کر کیا۔ باس تمہیں زندہ دفنا دیں گے۔"اس نے حقائق بیان کرنے میں عار نہ جانی۔

"میں۔۔۔۔میں مرنا نہیں چاہتا۔" وہ التجائیہ ہوا۔

"تمہاری موت یقینی ہو چکی ہے۔"اتنے سخت الفاظ پہ اس کے حلق میں کانٹے چبھے۔

"میں فرار ہو جاوں گا۔"اس نے حل تجویز کیا۔

"وہ تمہیں پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالے گا۔"اس نے اس کا انجام یاد دلایا۔

"ایک موقع تو دیں۔" وہ منت بھرے لہجے میں بولا۔

"وہ دوسرا موقع نہیں دیتا۔"یقیناوہ شخص سفاک تھا۔

"اگر باس کو مار دوں؟"اگر اپنی جان بچانے کے لیے وہ فساد کی جڑ کو ہی ختم کر دے تو اس کو رہائی مل سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"وہ اتنی جلدی نہیں مرے گا۔ایسے لوگ بہت لمبا عرصہ جیتے ہیں۔" بھلا برائی اتنی جلدی ختم کہاں ہوتی ہے؟

"تم میری مدد کرو۔" اس نے گھٹنے ٹیک دیے۔

"معذرت اب کچھ ممکن نہیں۔" مقابل نے فون کاٹ دیا۔

وہ وہیں فرش پہ ڈھیر ہو گیا۔

☆☆☆

وہ اس کے ساتھ ہسپتال کی راہداریاں عبور کرنے لگی۔آنکھیں نم تھیں لیکن آنسو تھم چکے تھے۔دنیا میں چند ہی تو رشتے تھے اس کے پاس۔وہ ان کو کھو نہیں سکتی تھی۔اس نے زندگی بھر کبھی دوست نہیں بنائے تھے۔وہ سب تو اس کے پروفیشن کے باعث اس کے ساتھ جڑے تھے۔اسی لیے تو اتنے ہفتے گزرنے کے باوجود ان میں سے کسی نے اس کی خبر گیری کی کوشش نہ کی تھی۔برہان کمال کے علاوہ اس

نے کبھی کسی کو اپنا راز داں نہیں بنایا تھا۔ وہی اس کا دوست تھا، اس کا بہترین دوست۔ اس کی یہ حالت اسے رنج پہنچا رہی تھی۔

ہسپتال سے قدم باہر رکھنے کی دیر تھی کہ اس کی امید کے برخلاف میڈیا کا طوفان اس کے سر آدھمکا۔

"مس نور کیا آپ ہمیں بتا سکتی ہیں کہ یہ حادثہ کیسے پیش آیا؟"

"کیا آپ کے لباس پہ موجود خون برہان سر کا ہے؟"

"کیا آپ جائے وقوعہ پہ موجود تھیں؟"

"آپ کے خیال میں برہان سر کو کس نے ٹارگٹ کیا ہے؟"

دھڑا دھڑ کیمروں کی لائٹس اور مائکس سے نکلتی بھانت بھانت کی آوازوں نے زخرف کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر دیے۔ وہ سوشل میڈیا سٹار ہونے کے باوجود سہم گئی۔ پہلی بار اسے کیمروں سے کوفت ہوئی۔ پہلی بار لائم لائٹ میں آنا

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے عذاب کی مانند لگا۔ حدید جو اس کے پیچھے ہی تھا اور میڈیا والوں کی نظر سے اب تک پوشیدہ تھا اس نے مفلر سے اپنا چہرہ ڈھکا۔ اور فوراً سے زخرف کے آگے آ کر کھڑا ہوا گیا۔ سب کی نظروں نے اس منظر کو جانچا۔ کیمروں نے اس ڈھکے ہوئے چہرے کو محفوظ کیا۔

"پیچھے ہٹو۔ ہم بات کر رہے ہیں۔" میڈیا کے ایک نمائندے نے اسے پرے ہٹانا چاہا تو وہ مزید زخرف کے آگے آ کر اسے اپنے پیچھے چھپا گیا۔

"آپ کو سوال پوچھنے کی اجازت کس نے دی؟" بارعب اور سنجیدہ آواز۔

"میڈیا آزاد ہوتا ہے جو چاہے پوچھ سکتا ہے۔" دوسرے نمائندے نے اپنی ہانکی۔

"ہر انسان آزاد ہوتا ہے۔ چاہے جواب دے، چاہے نہ دے۔ اب پیچھے ہٹیں۔" حدید نے زخرف کے گرد گھیرا بنا کر اسے یہاں سے لے جانا چاہا۔ اور زخرف تو بالکل ہی ماوف دماغ لیے ہوئے تھی۔ اگر حدید نے اسے تھاما نہ ہوتا تو یقیناً وہ دھکم پیل میں ہی گر جاتی۔

"آپ کون ہیں؟" تیسرے نمائندے نے پرجوش پوچھا۔ حلیے سے تو یہ شخص کوئی گارڈ نہ لگتا تھا۔

"میں محافظ ہوں" ایک نظر سامنے کیمروں کی طرف دیکھا۔ دوسری نظر اس پہ ڈالی جو سن دماغ لیے خوف زدہ تھی۔

"زخرف میم کا محافظ" تمام لوگوں کو پرے کرتے ہوئے وہ اسے اس مجمعے سے باہر نکالنے لگا۔

"اب اگر کوئی ہمارے پیچھے آیا تو باخدا اس کا حشر کر دوں گا۔" انہوں نے اس کے پیچھے جانا چاہا مگر اس بار حدید کے سرد الفاظ پہ انہوں نے پیچھے ہٹنا ہی مناسب سمجھا۔

سیدھا پارکنگ میں جا کر اس کے لیے کار کا دروازہ کھولا۔ وہ بیٹھ گئی۔ تو دوسری جانب آ کر اپنے لیے دروازہ کھولا۔ اس کے بیٹھتے ہی حدید نے گاڑی ہسپتال کی حدود سے باہر نکالی۔

بظاہر وہ خاموش تھی مگر وہ جانتا تھا کہ اس کے اندر ایک تلاطم برپا ہے۔ وہ اس کی برہان سے وابستگی بخوبی جان چکا تھا۔ اس لیے اس کی ایسی حالت حیران کن نہ تھی۔ وہ مسلسل اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ اسے تو یہ تک بھول گیا تھا کہ اس کے پاوں میں جلن تھی۔ کیونکہ جو جلن اس کے دل میں ہو رہی تھی پاوں کی جلن کا اس سے کوئی مقابلہ نہ تھا۔ دل کے علاوہ جسم کا ہر حصہ سن ہو چکا تھا۔

"زخرف" کافی دیر اس کو یوں دیکھنے کے بعد اس نے ڈرائیونگ سے نظریں پھیر کر اسے مخاطب کیا۔

"تمہارے پاوں میں درد ہے نا تو پلیز ہیلز نہ پہنو۔" اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا دھیان بھٹکانے کو کافی بھونڈا بہانہ ڈھونڈا۔ شاید اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے اس کی تکلیف کا مداوا کرے۔ اس نے محض اثبات میں سر ہلا دیا۔ حد یدبے چین ہوا۔ وہ کچھ بولی کیوں نہیں۔ اس نے یہ کیوں نہیں کہا کہ وہ ہوتا کون ہے جس کی وہ بات مانے۔

اس کی زخرف تو رعب جماتی، ضدی، اکھڑ اور کھڑوس تھی۔ یہ خاموشی سے ہاں کرنے والی اس کی زخرف تو نہ تھی۔

نور نے خاموشی سے ہیلز سے پاؤں آزاد کیے۔

وہ غائب دماغی سے سڑک پہ نگاہیں جماتے ڈرائیونگ میں مشغول ہوا۔ دھیان بھٹک بھٹک کر اس پہ جا رہا تھا جو کبھی اپنے ہاتھوں پہ لگے سرخ خون کو دیکھتی تو کبھی لباس پہ ان سرخ نشانات کو۔ حدید نے اچانک بریک لگائی۔ وہ تب بھی ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اس نے اپنی جیب سے رومال نکالا۔ پھر پانی کی بوتل ہاتھ میں لیتے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ رومال کو گیلا کیا اور دروازہ بند کیا۔ ساکت وجود کے ہاتھ تھامے اور صاف کرنے لگا۔ وہ کھوئی کھوئی اس خون کو رومال پہ منتقل ہوتے دیکھنے لگی۔ حدید نے اس کی سیٹ پیچھے کی۔ اتنی کہ وہ آرام دہ حالت میں آگئی۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟" زبان پہ لگا قفل توڑا۔

"ٹیک لگاؤ۔ آنکھیں بند کرو۔" اس نے حکمیہ کہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مگر مجھے نیند نہیں آ رہی۔" وہ معصومیت سے بولی۔

"میں نے سونے کو نہیں بولا۔"

"میں ٹھیک ہوں۔ سیٹ ٹھیک کرو۔"

"سیٹ ایسے ہی رہے گی۔ تمہیں خود کو پر سکون رکھنا ہے۔ برہان بالکل ٹھیک ہے۔ سیاسی خاندانوں میں یہ سب نارمل ہوتا ہے۔" وہ اسے سمجھانے کی نیت سے گویا ہوا۔

"کسی اپنے کو گولی لگتے دیکھنا نارمل نہیں ہوتا۔" اس نے جتایا۔

"سیاسی لوگ نارمل ہوتے بھی نہیں ہیں۔ اور یہ مت بھولو تمہارا کزن اس خاندان کا اکلوتا چشم و چراغ ہے۔ اس کے بہت سے دشمن ہیں۔ نہ تو تم قصوروار ہو نہ وہ۔ بس سب ایسے ہی ہونا تھا۔ لیکن چونکہ وہ ٹھیک ہے تو تم خود کو مزید مت تھکاو۔"

"یہ میرے اختیار میں نہیں۔" اس نے جیسے ہتھیار ڈالے۔

www.novelsclubb.com

"بہت ساری چیزیں ہمارے اختیار میں نہیں ہوتیں لیکن ہمیں وہ کرنی پڑتی ہیں۔" مزید سمجھانا چاہا۔

"گاڑی چلاو۔"اس نے تھک کر کہا۔

"جب تک تم آنکھیں بند کر کے ٹیک نہیں لگاتی میں گاڑی سٹارٹ نہیں کروں گا۔"اس نے اٹل لہجے میں کہا تو زخرف نے گہرا سانس بھرا۔ سیٹ کی پشت سے اپنی پشت لگائی۔ پھر آنکھیں بند کیں۔ حدید نے سکھ کا سانس بھرا۔اور گاڑی کو گھر کی طرف موڑ دیا۔

☆☆☆

www.novelsclubb.com

وہ اپنے کمرے میں ٹی وی لگائے بیٹھی تھیں۔ان کا شو ختم ہوا تو چینل تبدیل کرتے ہوئے ایک نیوز چینل پہ آکر وہ تھم گئیں۔انہیں لگا انھوں نے اپنے بیٹے کا نام پڑھا تھا۔ مگر ایسا کیسے ممکن تھا۔ تحقیق کے لیے انھوں نے تمام نیوز چینلز آگے پیچھے کیے۔

ہر نیوز چینل پہ ایک ہی طرح کی سرخیاں چل رہی تھیں۔

"منسٹر دانیال کمال کے پوتے پر جان لیوا حملہ"

"ناظرین! برہان کمال، دانیال کمال کا اکلوتا پوتا جو حال ہی میں سیاست میں شمولیت اختیار کرنے کے لیے پاکستان واپس لوٹا تھا۔ کسی سیاسی حریف کی کاروائی کا شکار ہو گیا۔"

"جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہماری ٹیم اس وقت ہسپتال کے باہر موجود ہے۔"

ان کے کان سنسناہٹ کرنے لگے۔ یہ کیسے ممکن تھا؟ ابھی صبح ہی تو وہ ان سے مل کر گیا تھا۔ یہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ماں کا دل مسلسل انکاری ہو رہا تھا۔ مگر تقدیر جب وار کرتی ہے تو کسی کا بھرم نہیں رکھتی۔

کئی لمحات وہ شل تاثرات سے ٹی وی کو دیکھتی رہیں۔ پہلے پہل کانوں نے بند ہو کر انہیں راحت دی مگر جیسے ہی وہ واپس آوازوں کو پہنچانے لگے مائدہ نے ریموٹ پکڑ کر پوری شدت سے ٹی وی میں دے مارا۔

"جھوٹ ہے سب۔ بکواس ہے یہ۔" وہ چیخنے لگیں۔ ملازم پریشان زدہ بھاگ کر ان کے کمرے میں داخل ہوئے۔

"ہمایوں۔۔۔ کہاں ہے ہمایوں؟" ملازموں کو دیکھ کر انہوں نے رعب دار آواز میں پوچھا۔ البتہ لہجہ لڑکھڑا رہا تھا۔ لڑکھڑا تو وہ خود بھی رہی تھیں۔

"میم وہ۔۔۔" مجبور ملازم نے کچھ کہنا چاہا۔

"میں نے پوچھا کہاں ہے ہمایوں؟" وہ چیخیں۔

"وہ برہان سر کے پاس ہیں۔" مودب سا جواب آیا۔

"کہاں؟" سانس روکے استفسار کیا۔

"ہسپتال"

"کیوں؟"

"برہان سر کو گولی لگی ہے۔"

www.novelsclubb.com

"وہ۔۔۔وہ ز۔۔۔زندہ ہے؟"دل ڈول رہا تھا۔سانس تھم رہی تھی۔مثبت جواب کی آس لیے انہوں نے پوچھا۔

"ہاں"یک لفظی جواب نے ان کا اٹکا سانس بحال کیا۔

"گاڑی نکالو فورا"دماغ کام کیا تو فورا حکم صادر کیا۔

"میم، ہمایوں سر نے منع کیا ہے۔"ملازم بے چارگی سے بولا۔

"بھاڑ میں گیا ہمایوں اور اس کا حکم۔میں نے کہا گاڑی نکالو۔ورنہ اس گھر میں ہونے والی تباہی کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔"پاس پڑا گلدان فرش پہ مارتے انہوں نے باقاعدہ تجربہ کر کے دکھایا تو اس نے حکم کی تعمیل میں ہی عافیت جانی۔

"جو آپ کا حکم"مودبانہ انداز میں کہتے وہ گاڑی نکالنے چلا گیا۔

انہوں نے چادر خود پہ پھیلائی اور دانیال کمال کے آشیانے سے نجات حاصل کی۔

☆☆☆

ہلکی برف باری سے ڈھکے اس خوبصورت اور نفیس گھر کی چار دیواری میں دو وجود کچھ فاصلے پہ کھڑے تھے۔

"کنزہ چلیں؟" ابراہیم صاحب اس کے کمرے کے دروازے میں کھڑے آئینے کے سامنے کھڑی اپنی بیٹی سے مخاطب ہوتے ہوئے بولے۔

"بالکل"

ایک آخری نگاہ خود پہ ڈالتے وہ مڑی۔ ٹی پنک لانگ سکرٹ کے ساتھ پرنٹڈ سیاہ و سفید بلاوز جس پہ ٹی پنک جیکٹ پہن رکھی تھی۔ بالوں کو کرل کر کے کچھ آگے کی جانب اور کچھ پشت پہ کھلے چھوڑے، شفاف چہرے پہ ہلکا سا میک اپ کیے، گردن کے گرد مفلر لپیٹے، پاوں میں سنیکرز پہنے وہ مکمل تیار تھی۔ آج دونوں باپ بیٹی کا ارادہ آفس جانے کا تھا۔ حدید کے کہے کے مطابق ان کا جانا ضروری تھا۔ کیونکہ اگر باس چند دن موقع پہ موجود نہ ہو تو ایمپلائے سست ہو جاتے ہیں۔

وہ دونوں آفس کے لیے روانہ ہوئے۔ کنزہ ڈرائیونگ کرنے لگی۔ دونوں کے درمیان بزنس سے متعلق گفتگو کا آغاز ہوا۔

"بابا میں سوچ رہی تھی کہ اگر اس کمپنی میں باقاعدہ حدید کا حصہ مختص کر دیا جائے؟ آپ کا کیا خیال ہے اس بارے میں؟" ہنوز سامنے سڑک پہ نظریں ٹکائے اس نے سرسری سا کہا۔

"خیال تو اچھا ہے۔ مگر وہ نہیں مانے گا۔" انہوں نے اس خیال کی پشت پناہی کرتے ہی تردید بھی کر ڈالی۔

"یہ تو زیادتی ہو گی۔ اس کمپنی کو زمین سے آسمان تک لے کر جانے والا حدید ہے۔ یہ اس کا حق ہے۔"

"وہ اسے اپنا حق نہیں سمجھتا۔" آنکھوں پہ چشمہ درست کرتے افسوس سے کہا۔

"آخر کیوں؟اس کا ہم دونوں کے سوا کون ہے؟ کوئی بھی تو نہیں۔ پھر وہ ایسے کیوں کرتا ہے؟" چہرے پہ چھائی تازگی یک دم مرجھانے لگی۔ جب جب وہ اجنبی ہوتا تب تب کنزہ ابراہیم مرجھا جاتی۔

"بس وہ اپنے باپ جیسا ہے۔" انہوں نے گویا ہتھیار ڈالے۔

"حدید کے بابا کا قاتل نہیں ڈھونڈا آپ نے؟" اسے نہ جانے کہاں سے بھولی بسری بات یاد آگئی۔

"وہ حادثہ تھا۔" چہرے پہ کرب پھیلا۔

"اور یہ حادثہ اسے اجاڑ گیا۔" رنجیدگی کے اعلیٰ درجے پہ خود کو محسوس کیا۔

"ہم سنوار لیں گے اسے۔" یقین دہانی کی کوشش۔

"وہ موقع نہیں دیتا۔" افسوس اور دکھ کی لہر۔

اور یہاں ابراہیم وجدانی کو ادراک ہوا کہ ان کی بیٹی پور پور حدید عالم کی محبت میں ڈوب چکی ہے۔

اب جا کر انہیں احساس ہوا کہ انہیں مزید تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔اگر وقت ہاتھ سے نکل گیا تو وہ اپنی بیٹی کو کھو دیں گے۔

☆☆☆

وہ اسے لیے اس کے گھر پہنچا اور گاڑی کو دروازے کے باہر روکا۔وہ گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی تو حدید نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ایسا کرنے سے باز رکھا۔اس نے اچنبھے سے حدید کو دیکھا تو اس نے وضاحت پیش کی۔

"رک جاو۔وہ سامنے دیکھ رہی ہو۔" اس نے شیشے کے پار اشارہ کیا جہاں ایک ملازمہ ہاتھ میں سامان اٹھائے جا رہی تھی۔باقی سارا علاقہ خاموشی میں ڈوبا تھا۔

"اسے جانے دو۔" اس نے بات مکمل کی۔وہ اس کی بات سمجھتے رک گئی۔وہ اس کو سوالات سے بچانے کی غرض سے کہہ رہا تھا۔اس پل اس نے رخ موڑ کر اسے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دیکھا جو اس کے برابر بیٹھا تھا۔ چند ہفتوں قبل جس کو وہ جانتی تک نہ تھی آج وہ اس کا محافظ بنا بیٹھا تھا۔ اس نے زندگی میں کبھی ایسے لوگ نہیں دیکھے تھے جو بغیر مفاد کے کسی کی مدد کرتے۔ وہ واحد تھا جس نے ہر مشکل وقت میں اسے تھاما تھا۔ اس کے دل نے چاہا کہ وہ اس کو روک دیتی کہ وہ ایسا نہ کیا کرے۔ وہ اتنا اچھا نہ بنے کہ اسے دنیا کی حقیقت ہی بھول جائے۔

شیشے کے پار نظر آتی وہ ملازمہ جیسے ہی منظر عام سے غائب ہوئی حدید اس کی جانب مڑا۔ اسے خود کو دیکھتا پا کر وہ اس سب میں پہلی بار مسکرایا۔

"چلیں؟" نرم تاثرات اور طلب آمیز نگاہیں۔

"ہاں" اسے اپنی بے اختیاری کا اندازہ ہوا تو اس نے فورا رخ موڑا۔ اور گاڑی سے باہر نکلی۔ جبکہ حدید کے چہرے پہ مسکان جم گئی۔

"چابی؟" دروازے کی دہلیز پہ قدم رکھتے حدید نے اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا۔

زخرف نے جیب میں ہاتھ ڈالا مگر چابی ندارد۔

"چابی تو نہیں ہے۔لگتا ہے کہیں گر گئی۔" وہ پریشان کن انداز سے گویا ہوئی۔

زندگی نے ایک ہی بار اس پہ تنگ ہونے کی ٹھان لی تھی۔

"کوئی مسئلہ نہیں۔میں تو ہوں نا۔"اس کی زندگی کا یسر اس کے پاس ہی تھا۔

"تم کیا کر لوگے ؟"

"میں بغیر چابی کے دروازہ کھولوں گا۔ مگر اس بات کا ذکر تم کسی سے نہیں کرو گی۔"

وہ نہایت دھیمی سرگوشی میں بولا۔ گویا کوئی راز تھمارہا ہو۔

"تم یہ نہیں کر سکتے۔یہ کوئی فلم نہیں چل رہی۔"اسے انڈر ایسٹیمیٹ کرتے وہ مزید سنجیدہ ہوئی۔

"زندگی کسی فلم سے کم تھوڑی ہے۔"زندگی پہ اپنا تبصرہ پیش کرتے وہ آگے بڑھا۔

پھر اپنی جینز کی جیب سے ایک باریک نوکیلی پن نکالی۔اسے دروازے کے تالے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں گھسایا۔ چند بار کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔ وہ حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھے گئی۔ اسے یوں دیکھ حدید نے ابرو اچکائی۔

"مان جاو یار تمہارا شوہر بہت کام کی چیز ہے۔" جواباً زخرف نے جھرجھری لی۔ یہ آدمی تو خطرناک تھا۔ ابھی وہ اس کا ڈوبنے والا ڈرامہ نہیں بھولی تھی اور آج یہ نیا کارنامہ دیکھ لیا تھا۔ اس نے دل میں اقرار کیا کہ یہ شخص تو کسی کو بھی بیوقوف بنا سکتا تھا۔

"چلو اندر اب" وہ جو ہونق بنی کھڑی تھی۔ حدید نے اسے اندر جانے کو کہا تو وہ فوراً اندر بڑھی۔

www.novelsclubb.com

"ایک بات بتاو۔" اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے مڑ کر اسے دیکھا اور پوچھنا چاہا۔

"ہوں" اپنا مفلر اتارتے ہوئے کہا۔

"تم سب کے گھروں کے دروازے کھول لیتے ہو؟" اس کے چہرے پہ جانچتی نگاہیں مرکوز کیے پوچھا۔

"تمہیں میں چور لگتا ہوں؟" شاکی کیفیت۔ مفلر ہاتھ میں ہی جم گیا۔

"نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" اس کے تاثرات اور ردعمل پہ وہ شرمندہ ہوئی۔

"میں جانتا ہو مسز۔ اب جا کر آرام کرو۔ بعد میں پوچھ لینا میری چوری، ڈکیتی کی وارداتیں۔" مفلر کو کیلی پہ ٹانکتے ہوئے سرسری سا کہا۔ اپنی بیوی کی جلی کٹی باتیں برداشت کرنا بھی تو ایک اچھے شوہر کا فرض ہوتا ہے۔

"میں نے تمہیں چور نہیں کہا۔" اسے لگا وہ غصہ کر گیا۔

"اچھا نا۔ میں مذاق کر رہا تھا۔" اس نے اپنی بیوی کی یہ فکر بھی دور کر دی۔

"میں جاتی ہوں۔"

"ہاں جاو پلیز۔ کپڑے تبدیل کر لو۔ میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو۔۔۔"

"مجھے کچھ نہیں کھانا۔" اس نے حدید کی بات ٹوکی۔ اس کے چہرے پہ یک دم ہی مایوسی کے تاثرات چھائے۔

"بس تم ابھی نہیں جانا۔" اگلی بات نے اسے خوشگوار احساس کی گرفت میں قید کیا۔

"نہیں جاتا مادام۔ جب تک کہیں گیں ساتھ رہوں گا۔ جب نہیں کہیں گیں اس وقت بھی مجھے اپنے ہم قدم پائیں گیں۔" وہ پر خلوص بولا تو اس کی بات پہ یقین کرتے وہ وہاں سے چلی گئی۔

وہ قابل یقین تھا یہ زخرف نور نے جان لیا تھا۔ پہلی بار کسی انسان پہ اس نے اتنا اعتبار کرنا چاہا تھا۔

☆☆☆

وہ نہا کر کپڑے تبدیل کر کے واپس لاؤنج میں آئی۔ صاف کپڑے پہنے، دھلے چہرے اور بالوں کے ساتھ وہ پہلے سے بہتر دکھائی دی۔ اس نے ارد گرد دیکھا تو وہ نظر نہ آیا۔ وہ پر شکوہ ہوئی۔ یک دم ہی کلفت اور کثافت نے آن گھیرا۔

"کہتا تھا ساتھ رہوں گا۔"

"صرف کہتا نہیں ہوں۔ عمل بھی کرتا ہوں۔" سوپ کا بھاپ اڑاتا باول پکڑ کر کچن سے باہر نکلتے ہوئے جواب دیا تو وہ جھینپ گئی۔

"تم پھر کچن میں چلے گئے۔" صورتحال کو نارمل کرنے کی غرض سے کہا۔

"میری بیوی کا گھر ہے۔ جدھر مرضی جاوں۔" اس نے پورے حق اور وثوق سے جتایا تو وہ مزید جھینپ گئی۔ بہت شوق تھا اس سر پھرے کو اسے اپنی بیوی بولنے کا۔

"اچھا چلو بیٹھو۔ اور یہ سوپ پیو۔" اس کی ہچکچاہٹ محسوس کر کے وہ اس کے آگے سوپ کا پیالہ کرتے ہوئے بولا۔ خود وہ کچھ فاصلے پہ ہی بیٹھ گیا۔

"یہ تم نے بنایا ہے ؟" گرم گرم سوپ کو چکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں تم جانے سے پہلے بنا کر گئی تھی۔"

"سوری" اسے پھر لگا وہ غصہ کر گیا۔

"آئندہ نہیں بولو گی۔" حدید نے سنجیدگی سے منع کیا۔

"غلطی ہو جائے تو سوری بولتے ہیں۔" دادی اماں کی طرح بتایا اور جتایا۔ حدید کو ہنسی آئی مگر وہ ضبط کر گیا۔

"لیکن شوہر کو دو بول پیار کے بول دیتے ہیں۔" اس کے اچانک جواب پہ وہ چہرہ موڑ گئی۔ البتہ گال لال گلابی ہو رہے تھے۔ حدید نے اس منظر کو پہروں دیکھا۔ وہ خاموشی سے سوپ پینے لگی۔ اور حدید اس کی حرکات و سکنات کو از بر کرنے لگا۔

"کیسا لگا؟" وہ ختم کر چکی تو اس نے خود ہی پوچھ لیا۔ شاید اسے بھی دو لفظ تعریف کے سننے کو دل چاہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہارے ہاتھ میں بہت ذائقہ ہے۔"اس نے بے ساختہ جواب دیا۔پورا دن خراب جانے کے بعد اس ٹھنڈ میں اس کے ہاتھ کا بنا گرما گرم سوپ اسے من و سلوی کے مترادف معلوم ہوا۔

"ایسے شوہروں کے لیے لڑکیاں دن رات وظیفے کرتی نہیں تھکتیں۔اور تم ہو کہ قدر نہیں۔"وہ جتانا نہیں بھولا۔

"بہت فضول بولتے ہو۔"سوپ کا پیالہ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے کہا۔البتہ لہجہ نرم تھا۔

"تم سن لیا کرو۔"اس نے فرمائش کی۔

"سن لوں گی۔"فرمائش رد نہیں ہوئی۔

"میرے لیے اعزاز ہوگا۔"دل کے مقام پہ ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیتے ہوئے کہا تو وہ مسکرائی۔یہ شخص اسے کسی عظیم الشان ریاست کی ملکہ کی طرح ٹریٹ کرتا تھا۔اسے تو یقین نہ آتا تھا کہ ان دونوں کی کاغذی شادی ہے۔

اسی لمحے حدید کا فون بجا۔ابراہیم کی کال تھی۔اس نے نہیں اٹھائی۔اور شاید یہ پہلی بار ہوا تھا۔

"کال تو سن ہی سکتے ہو۔"

"میں نے سوچا بے ادبی ہو گی۔"اس نے نہایت مودبانہ انداز میں کہا۔زخرف کو اس پہ پیار آیا۔مگر اس نے خود کو جھٹکا۔

"سن لو۔"

"سناو"چہرے پہ دایاں ہاتھ رکھتے اس کی طرف جھکتے کہا تو اس نے حدید کو تھوڑا پیچھے کیا۔

"کال سن لو۔"کال پہ زور دے کر کہا۔

"جو حکم مادام"وہ اٹھ کر ذرا فاصلے پہ چلا گیا۔وہ اس سے چند اہم معلومات لے رہے تھے جو وہ دینے لگا۔زخرف خالی برتنوں کو کچن میں رکھنے کے لیے اٹھی۔کچن میں

جا کر برتن دھونے کے بعد اس نے برتن الٹے کر کے شیلف پہ رکھے۔ پھر باہر آئی۔ وہ کال سن چکا تھا۔ وہ صوفہ پہ جا کر بیٹھ گئی۔ حدید وہیں کھڑا اسے دیکھنے لگا۔ پھر اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

"رولوز خرف" وہ جو ویران نظروں سے سامنے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آواز پہ ہوش میں لوٹی۔

"تم کندھا دو گے ؟" اپنی سیاہ آنکھوں سے اس کو سحر زدہ کرتے پوچھا۔ اور حدید عالم بھلا زخرف نور کو انکار کر سکتا تھا؟

"ہمیشہ۔ اور اپنی وجہ سے کبھی رونے کا موقع نہیں آنے دوں گا۔" اس کے مثبت جواب پہ وہ خاموشی سے اس کے قریب ہوتے اس کے کندھے پہ سر رکھ گئی۔ حدید کے دل میں ہلچل ہوئی۔ گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ اسے یہ سب خواب محسوس ہوا اور وہ تاعمر اس خواب میں جینے کو تیار تھا۔

"وہ مجھے لینے آیا تھا۔" اس نے بولنا شروع کیا تو وہ سراپا سماعت بن گیا۔

"ہوں"

"میں نے اس سے کہا تھا کہ میں انتظار نہیں کروں گی۔"

"ہوں"

"اس نے مجھے انتظار میں ڈال دیا۔" متواتر بہتے آنسو حدید کی شرٹ کو بھگونے لگے۔اس نے خود کو ضبط کے کڑے مرحلے پہ پایا۔

"مجھے انتظار کرنے کی عادت نہیں ہے۔" وہ اسے بتانی لگی۔ جانے کیوں؟ شاید وہ چاہتی تھی کہ حدید عالم کبھی اسے انتظار نہ کروائے۔

"تم سن رہے ہو؟" اس کی جانب سے خاموشی محسوس کرتے پوچھا۔

"ہاں" وہ غائب دماغی سے بولا۔

"تم نے کبھی کسی اپنے کو تکلیف سے سسکتے دیکھا ہے؟" یہ پوچھ کر اس نے حدید عالم کے زخم ادھیڑے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نہیں" وہ سچ کی مانند جھوٹ بولتا تھا۔

"میں نے دیکھا ہے۔جب میرے بابا کا قتل ہوا تھا تو میری ماں بہت سسکی تھی۔ جب برہان میری وجہ سے پاکستان چھوڑ کر گیا تھا اس وقت میری ممانی مجھے بد دعائیں دے دے کر سسکی تھیں۔جب۔۔۔۔"

"خاموش ہو جاو پلیز۔" بھاری سانسیں سینے میں اٹکیں تو اس نے التجا کی۔

"میرا باپ کسی کے ظلم کا شکار ہو گیا۔میری ماں کو میں یاد نہیں۔میرا کزن زندگی، موت کی جنگ لڑ رہا ہے۔میرے ماموں مجھ سے بد ظن ہیں۔میری ممانی مجھے مرنے کی دعائیں دیتی ہیں۔میرا کیریر داو پہ لگ چکا ہے۔میری زندگی تباہ ہو چکی ہے۔" سالوں کی بھڑاس تھی جو اس شخص کے سامنے نکل رہی تھی۔حدید نے اس لڑکی کی تکالیف پہ اپنے دل میں درد کی لہر محسوس کی۔وہ لہر مزید حملہ آور ہوتے اس کے سینے، سر اور اب دماغ پہ وار کرنے لگی۔اس نے خود کو کنڑول کرتے لہروں کو خود کو فنا کرنے سے روکا۔

"تمہاری ماما تمہیں اپنی بہو سمجھتی ہیں۔ تمہارے نانا تم پہ جان دیتے ہیں۔" اس نے مثبت رخ دکھانا چاہا۔

"اور تم؟" اس نے ہر مثبت اور منفی رخ کو پرے کرتے اپنا چہرہ اس کے روبرو کر لیا۔ روئیں آنکھیں جن میں سرخ ڈورے عیاں تھے۔ سرخ ناک، تپتے گال اور بھیگی پلکوں والی اس لڑکی نے حدید عالم کے حواس سلب کر لیے۔

"حدید عالم تم پہ قربان ہو سکتا ہے۔" میکانکی کیفیت میں کہا۔

دل کی گہرائی سے نکلنے والے الفاظ کی سچائی میں کوئی شک نہ تھا۔

"اور حدید عالم ایسا کیوں کرے گا؟" اس کے بارعب، وجیہہ اور پرکشش چہرے پہ نگاہیں ٹھہراتے اس کی آنکھوں میں دکھائی دیتی محبت سے نظریں چراتے استفہامیہ ہوئی۔ آخر وہ کیوں اس کی خاطر قربان ہونے لگا؟

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیونکہ تم اس قابل ہو کہ تمہاری خاطر مرا جا سکتا ہے۔" جذبات کی نرم گرم سی آمیزش تھی۔زخرف پگھلنے لگی۔

"اور اگر میں کہوں کہ جیا جائے ؟" اس کی انکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں ڈالے فرمائش کی۔

"تم میسر ہو تو لمبی عمر کی دعا مانگوں۔" اس کی آنکھوں کی سیاہی میں غرق ہوتے سحر زدہ کہا۔

"تم اوبسیس ہو مجھ سے ؟" ایک ٹک ٹاکرا اور ہیروئین سے یقیناً انہی الفاظ کی امید کی جا سکتی تھی۔

"نہیں" اس نے صاف انکار کیا۔

"پھر ؟" تجسس بھرا سوال۔

"پھر یہ کہ اب تم سو جاو۔" اس نے ٹالتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"ایسے ہی سو جاوں؟" وہ ٹل گئی۔ لیکن نئی فرمائش کے ساتھ۔ایک تو محبوب فرمائشیں کر کے محب کا ضبط آزماتے رہتے ہیں۔

"کیسے؟" ناسمجھی بھرا استفسار۔

"تمہارے کندھے پہ سر رکھ کر؟" وہ پورے استحقاق اور مان سے واپس اس کے کندھے پہ سر رکھتے ہوئے بولی۔

"نہیں" اس نے صاف انکار کیا۔

"کیوں؟" دھیمی سی آواز میں سوال داغا۔

"مار دو گی تم مجھے۔" دھیمی اور بے بس بڑبڑاہٹ زخرف نے بخوبی سنی۔

"ابھی تو کہا تھا کہ میری خاطر مر سکتے ہو۔" اپنا حسین چہرہ جو اس شخص کی کمزوری تھی وہ سامنے کرتے چیلنج کرتے ہوئے کہا۔

"پر تم نے کہا تھا کہ تم چاہتی ہو میں جیوں۔ تو تمہارا حکم سر آنکھوں پہ۔" وہ دامن بچا گیا۔

"میری ہر بات کو حفظ کیوں کر لیتے ہو؟" پر تجسس استفسار۔

"تمہارا تو ہر تاثر حفظ ہو جاتا ہے مجھے۔ تم کلام کی بات کرتی ہو۔" اسے اس کی اہمیت جتائی۔

"بزنس مین ہو نا۔ اسی لیے ذہین ہو۔" موضوع تبدیل کرنا چاہا۔

"تم جانتی ہو تم میری تعریف کر رہی ہو۔" کیا ہوا جو موضوع تبدیل ہو جائے بس من پسند ساتھی ہونا چاہئے۔ پھر خاموشی بھی لطف دیتی ہے۔

"کیا تمہیں یقین نہیں ہو رہا؟" وہ شرارت سے گویا ہوئی۔ برہان کمال کو گولی لگنا، اس کے خون آلود کپڑے، میڈیا کا اس کو ٹارگٹ کرنا اسے تو سب بھول گیا۔ وہ شخص تھا ہی ایسا کہ اسے اس کا ہر غم بھلوا دیتا تھا۔

"مشکل در پیش ہے۔" صاف گوئی کی انتہا۔ البتہ چہرے پہ شریر مسکراہٹ تھی۔

www.novelsclubb.com

کوئی اس حدید کو دیکھتا واللہ یقین نہ کرتا۔اپنی زخرف کے لیے وہ اتنا ہی بے ضرر اور کمفرٹ تھا۔

"آسان کر لو۔" مشورہ دیا۔

"جو حکم مادام" سر کو خم دیا گیا۔وہ کھلکھلا اٹھی۔حدید عالم،زخرف نور کا کمفرٹ زون بن گیا تھا۔

"اتنے تم فرمانبردار" ڈپٹنے کا سا انداز۔

"کوئی شک ہے؟"اس کے پاس سے اٹھتے ہوئے کہا۔یہ لڑکی جانتی تک نہ تھی کہ اس کے اتنے قریب بیٹھ کر وہ اس کے دل کی دھڑکن منتشر کیے ہوئے تھی۔

"چلو شاباش اندر کمرے میں جا کر لیٹو۔" وہ اسے صوفے پہ لیٹتے دیکھ فوری بولا۔

"میں صوفے پہ ہی سو جاوں گی۔"

"اندر جو بیڈ ہے وہ دکھانے کے لیے رکھا ہے کیا؟"

"تم مجھ پہ طنز کرو گے۔" وہ بہت مان سے بولی۔اتنامان کہ حدید حق دق رہ گیا۔

"گستاخی معاف مادام۔ مگر یہاں آپ صحیح سے آرام نہیں کر پائیں گیں۔" وہ مان دکھائے گی تو حدید جان بھی دے دے گا۔

"اندر جا کر ڈر لگے گا۔" بھلا اس سے کیا چھپاتی۔

"ڈر سے لڑنا سیکھو زخرف۔"

"ابھی نہیں پلیز" اسے فلحال بالکل بھی بے خوف نہیں ہونا تھا۔وہ جیسا محسوس کر رہی تھی وہی اسے بتانا چاہتی تھی۔وہ اس کے سامنے اپنے ہر خول سے نکل رہی تھی۔

"میں یہیں پہ ہوں۔ تم اندر چلو شاباش۔"اس نے یقین دہانی کروائی۔ساتھ ہی ہاتھ سے کمرے کی جانب اشارہ کیا۔

"پکا؟"معصومیت سے لبریز استفسار۔

www.novelsclubb.com

"کوئی شک ہے؟" ابرو اچکا کر پوچھا۔ نفی میں سر ہلاتے وہ کمرے کی طرف چل دی۔ حدید نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے گہرا سانس بھرا۔

کیا یہ سب حقیقت میں ہوا تھا؟

کیا وہ سچ میں اس پہ اتنا بھروسہ کرنے لگی تھی؟

کیا وہ حقیقتاً اس کے کندھے پہ سر رکھے بیٹھی تھی؟

کیا اس نے واقعتاً اس کے کندھے پہ سر رکھنے کی فرمائش کی تھی؟

کیا وہ واقعی اس کے یہاں رکنے کی خواہش مند تھی؟

www.novelsclubb.com

حدید عالم تو آج خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کر رہا تھا۔

اچانک آگہی کا خوف اس کے دل میں آیا تو اس نے آنکھیں پٹ سے وا کیں۔ کیا سب سچ جاننے کے بعد بھی وہ اس کو قبول کرے گی؟

اس کے دل میں مختلف واہمے پلنے لگے۔

خوشیوں کی مدت آخر طویل کیوں نہیں ہوتی؟

☆☆☆

آفس کے بعد ان کا اپنی انڈسٹری میں جانے کا ارادہ تھا۔اور طے شدہ پروگرام کے تحت اس وقت وہ دونوں انڈسٹری کے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ کنزہ نے مرکزی دروازے کے سامنے گاڑی روکی تو گارڈ برق رفتاری سے آگے بڑھا۔اور باری باری دونوں کی طرف کا دروازہ کھولا۔دونوں باہر نکلے اور ہم قدم ہوئے۔بیک وقت دونوں کی نظر بڑے حروف میں لکھے انڈسٹری کے نام پہ گئی۔ جہاں پوری تمکنت اور شان سے "وجدانی فارما" لکھا دکھائی دے رہا تھا۔ابراہیم صاحب کے چہرے پہ نرم سی مسکراہٹ چھائی۔ایک پاکستانی بزنس مین جس کی فارماسیوٹیکل انڈسٹری برلن کی ٹاپ انڈسٹریز میں شامل تھی۔اس مقام تک پہنچنے کے لیے ان کی ان تھک محنت اور قربانیاں شامل تھیں۔ان کے بعد حدید ہی اس کی پروان کا باعث بنا۔دونوں باپ بیٹی ایک ساتھ اندر بڑھے۔ تین منزلوں پہ مشتمل

یہ انڈسٹری وسیع و عریض رقبہ گھیرے ہوئے تھی۔ان کا ارادہ ایک مکمل دورے کا تھا۔ مگر وہ جانتے تھے کہ ایسا ممکن نہیں تھا۔ کیونکہ باریک بینی سے جائزہ لیتے ہوئے وہ ایک وقت میں یہ نہیں کر سکتے تھے۔

"بابا پہلے لیب چلتے ہیں۔ فارماسسٹس سے تفصیلی گفتگو کیسی رہے گی؟"اس نے مشورہ کرنا چاہا۔

"حدید کی صحبت کا خوب اچھا اثر ہو رہا ہے۔"وہ متاثر ہوئے۔

"مطلب میں بھی ینگ بزنس وی مین بننے والی ہوں۔"وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوئی۔

"کوئی شک نہیں"

"مگر کیا میں کامیاب ہو پاؤں گی؟"دل میں اٹھتے خدشے کو ظاہر کیا۔

www.novelsclubb.com

"تم جیتنے کے لیے پیدا ہوئی ہو بیٹا۔ تم ہار نہیں سکتی۔ میں تمہیں ہارنے نہیں دوں گا۔" پورے وثوق سے یقین دہانی کروائی۔

"آئی لو یو بابا" وہ چہکتے ہوئے ان کے گلے لگی۔

"لو یو ٹو میری جان۔ اب چلو ذرا۔ حال احوال معلوم کر لیے جائیں۔" کنزہ ان سے الگ ہوئی اور وہ دونوں لیب کی طرف بڑھ گئے۔

☆☆☆

دانیال کمال اس وقت عتاب کی مانند ان پہ برس رہے تھے۔

"میڈیا کو نور تک پہنچنے کیسے دیا؟ کدھر مر گئے تھے تم سب؟"

"سوری سر۔۔۔ ہم۔۔"

"کسی کام کے نہیں ہو تم سب۔ جب میں نے کہا تھا کہ خیال رہے کہ میڈیا میرے گھر کے کسی فرد تک رسائی حاصل نہ کرے تو دھیان کیوں نہیں رکھا گیا۔" وہ سخت

طیش کے عالم میں تھے۔یہ تو شکر تھا کہ حدید اسے محفوظ طریقے سے یہاں سے لے گیا تھا ورنہ نا جانے کیا ہوتا۔

"سر ضروری بات ؟" ان کا سیکرٹری ان کے قریب آتے ہوئے بولا۔

"دکھائی نہیں دے رہا میں مصروف ہوں۔" وہ اس پہ بھی برس پڑے۔

"سر بہت ضروری ہے۔" وہ بے بسی سے بولا۔

"بولو"

"سر مائدہ بی بی ہسپتال آئی ہیں۔وہ بہت شور کر رہی ہیں کہ انہیں برہان سر کے پاس بھیجا جائے۔" ان کے کان کے پاس جھکتے مخبری کی۔

"ہمایوں کہاں ہے ؟" آہستہ آواز میں پوچھا۔

"وہ تو کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہے۔" سر جھکاتے ہوئے بتایا۔

"کہاں ہے مائدہ ؟"

"میرے ساتھ آئیں سر"

"تم سب فارغ ہو۔آئندہ شکل نہیں دکھانا۔" جانے سے پہلے وہ انہیں تنبیہ کرنا نہیں بھولے۔وہ آپریشن تھیٹر تک پہنچے تو اپنی بہو کو سخت لہجے میں بولتے سنا۔

"تمہیں سنائی نہیں دے رہا۔میں برہان کمال کی ماں ہوں۔" وہ اپنا تعارف کروا رہی تھیں۔

"میم ان کا آپریشن آخری مراحل میں ہے۔پلیز انتظار کریں۔"نرس پریشانی سے بولی۔ایک تو عہدے داروں کے گھر کی خواتین اتنی ڈرامے باز کیوں ہوتی ہیں۔وہ سوچ کر رہ گئی۔

"مائرہ" دانیال کمال نے انہیں پکارا۔تو وہ ان کی جانب متوجہ ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"بابا! یہ مجھے برہان کے پاس نہیں جانے دے رہے۔" اپنی چادر کو سنبھالتے وہ ان کی طرف بڑھتے ہوئے بولیں۔ چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ دانیال کمال کو ان پہ ترس آیا۔

"اس کا آپریشن ہو رہا ہے۔ ہوش سے کام لو بیٹا۔" ان کے سر پہ ہاتھ رکھتے انہیں تسلی دی۔

"ہمایوں۔۔۔۔ وہ کہاں ہے بابا؟" ارد گرد نظریں دوڑا کر پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ تم ابھی گھر واپس جاو۔ اپنے گھر کی کسی خاتون کو میں یہاں رکنے کی اجازت نہیں دوں گا۔"

"ہمایوں کو بلادیں۔ میں چلی جاوں گی۔" انہوں نے گویا شرط رکھی۔

"مائدہ" اسی وقت ہمایوں کمال کی آمد ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"اپنی بیوی کو گھر لے کر جاو۔اسے نیند کی گولی دے دینا۔تاکہ جب تک برہان ہوش میں نہیں آتا یہ پر سکون رہے۔" دانیال کمال انہیں لیے سائیڈ پہ جاتے ہوئے ہدایات دینے لگے۔

"جی بابا" وہ حامی بھرتے اپنی بیوی کو لیے ہسپتال سے باہر آ گئے۔

☆☆☆

وہ دونوں گاڑی میں آ کر بیٹھے تو گارڈز کی ایک جیپ ان کے پیچھے ہی روانہ ہوئی۔

"آپ نے کروایا ہے یہ سب۔" ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ مائدہ نے ناقابل فہم بات کی۔

www.novelsclubb.com

"کیا؟" انہوں نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"برہان پہ گولی آپ نے چلوائی ہے نا؟" انہوں نے اس بار کھلے الفاظ میں کہا۔

اور ہمایوں کمال کے چہرے سے گویا سارا خون نچڑ گیا۔

"تم پاگل ہو چکی ہو۔" سٹیرنگ پہ گرفت مضبوط کرتے، خود پہ ضبط کرتے وہ غصے بھری آواز میں بولے۔ ورنہ ان کا دل چاہا تھا کہ ابھی اس عورت کو گاڑی سے باہر نکال دے۔

"اونہوں۔۔۔ آپ کے ساتھ رہ کر اب سیاست سیکھ رہی ہوں۔" انہوں نے دو جمع دو چار کیا۔

"کوئی باپ اپنے جوان بیٹے پہ خود حملہ کروا سکتا ہے؟" انہوں نے منطقی انداز میں انہیں سمجھانے چاہا۔ شاید نہیں یقیناوہ اپنے حواس کھو چکی تھیں۔

"ہاں! کیونکہ اس بار باپ ہمایوں کمال ہے۔" انہوں نے بغیر لگی لپٹی کے کہا تو ہمایوں بپھر گئے۔

"شٹ اپ۔۔۔ جسٹ شپ اپ" وہ غصے سے دھارے۔ سٹیرنگ پہ مکہ مارتے انہوں نے اپنا غصہ نکالا۔

"آپ چاہتے تھے وہ سیاست کا چمکتا ستارہ بنے۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ اسے سیاست میں مقام دلانے کے لیے ہر حربہ استعمال کر سکتے ہیں۔ آپ نے وہی کیا۔ ہمدردی بٹور کر اسے سیاست میں متعارف کروا دیا۔ وہ آتے ہی لوگوں کی آنکھوں کا تارا بن جائے گا۔" وہ ان کی بات کو خاطر میں لائے بنا ہی اپنی بولتی گئی۔ وہ اپنی بیوی کی دور اندیشی اور عقل پہ ششدر رہ گئے۔

"میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ میں نے یہ سب نہیں کیا۔"

"یہ اس سے کہیں جو آپ کو جانتا نہ ہو۔" مائزہ نے سرد لہجے میں کہا۔ وہ خاموش ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

وہ اپنے ڈربے میں موجود تھا جب اس کے بے مروت دوست نے اسے یاد کیا۔ اپنا دل بڑا کر کے اس نے مروت دکھائی اور دوست کی بات سننی شروع کی۔

"کیا تمہاری نظر میں کوئی ایسا شخص ہے جو میرا عارضی اور جعلی دوست بن جائے اور ہسپتال ایڈمٹ ہو۔ یا کوئی ڈاکٹر جان پہچان والا۔" حال احوال جانے بغیر سیدھا مدعے پہ آیا۔

"نہیں مطلب اصلی دوست کی تمہیں قدر نہیں۔ نقلی مسلط کر لو۔" وہ برا منا گیا۔

"ایک جھوٹ بولا ہے خطرے کی صورت میں بس وہ سیو کرنا ہے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ ضرورت پیش ہی نہ آئے۔" اسے ساری بات سے آگاہ کیا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ تمہارے نانا سسر تمہاری اتنی پرواہ کریں گے کہ تمہارے زخمی دوست کی تیمارداری کے لیے حاضر ہو جائیں گے۔" وہ گویا اس کا مذاق اڑاتے ہوئے بولا۔

"وہ میری نہیں لیکن اپنی نواسی کی پرواہ ضرور کرتے ہیں۔ اور جہاں تک میرا اندازہ ہے وہ میری خبر کی پختگی جاننے کے لیے جاسوسی تو ضرور کروائیں گے۔" کوئی شک

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہ تھا کہ حدید عالم خاصا دور اندیش تھا۔وہ جھوٹ بولتا تھا تو اسے سیکیور بھی کرتا تھا۔چال چلتا تھا تو مات بھی دیتا تھا۔

"ویسے تو میں خود زخمی بن جاتا۔مگر وہ کیا ہے نا کہ اگر زخمی حالت میں کسی امیر لڑکی نے مجھے پسند کرتے کرتے انکار کر دیا تو میں تو صدمے سے ہی مر جاوں گا۔اس لیے اس کا ایک حل ہے میرے پاس" وہ سمجھداری سے کہہ رہا تھا۔

"کیا؟"

"وقت آنے پہ بتادوں گا میرے یار۔بس جب ضرورت ہو تو بتانا۔ڈاکٹر بھی حاضر ہو گا اور مریض بھی۔"بھلا زید نائک کے لیے کوئی کام کروانا مشکل تھا؟

"تم کہتے ہو تو یقین کر لیتا ہوں۔"

"اتنا مان دکھاتے ہوئے بالکل میری محبوبہ لگ رہے ہو۔" وہ شوخ ہوا۔جو اس کا خاصا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بکواس بند کرو۔" حدید نے اسے جھڑکا۔ ساتھ ہی توبہ استغفار کی۔ ایسی محبوبہ ہوتی تو وہ خود اس کا قتل کر دیتا۔

"ہاں ہاں بھئی کہیں وہ جادو گرنی نہ سن لے۔" جلنے کڑھنے کا انداز تھا۔

"کون؟ کونسی جادو گرنی؟" سمجھنے کے باوجود پوچھا تا کہ کنفرم کر سکے۔

"جیسے تم اتنے بیوقوف ہو۔" مذاق اڑاتا لہجہ۔

"بی ہیو زید" تنبیہی لہجہ اختیار کیا۔ ذرا شرم نہیں اس لڑکے کو کہ بھابھی کو کیسے مخاطب کرنا ہے۔

"ہزار مرتبہ کہا ہے میں نے کہ مجھے یہ مینرز نہ بتایا کرو۔ سخت کوفت ہوتی ہے۔ اور میں فون بند کر رہا ہوں۔ مصروف ہوتا ہوں۔ تمہاری طرح مفت میں بزنس مین نہیں بن گیا۔" وہ حدید کے کچھ بھی بولنے سے قبل فون بند کر چکا تھا۔ اور حدید کا دل چاہا اپنا سر دیوار میں دے مارے۔

☆☆☆

www.novelsclubb.com

وہ فون سن کر واپس لاؤنج میں داخل ہوا۔اسے یاد آیا کہ ڈینیل رچرڈ سے جو معاہدہ طے کیا گیا تھا۔اس کا بہت سا کام ابھی باقی تھا جو وہ جلد از جلد تکمیل تک پہنچانے کا خواہاں تھا۔اس نے چند الفاظ ٹائپ کر کے ڈینیل رچرڈ کے نمبر پہ بھیج دیے۔

فون کو جیب میں ڈالنے کی بجائے سامنے ٹیبل پہ رکھ دیا۔سوچوں کا رخ اب صرف برہان کمال کی جانب مبذول ہوا۔

کیا سچ میں ٹارگٹ زخرف تھی یا برہان؟

برہان کا ٹارگٹ ہونا سمجھ میں آتا تھا مگر زخرف کو نشانہ بنانا۔۔۔یہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔کم از کم ایک ٹک ٹاکر کے ایسے دشمن نہیں ہو سکتے جو اسے جان سے ہی مار دیں۔ایسے سوشل میڈیا سٹارز کو بدنام کر کے برباد کیا جا سکتا ہے تو مارنے کی کیا ضرورت آخر؟

یہ گتھی الجھ رہی تھی۔کافی دیر مختلف پہلوؤں پہ غور کرنے کے بعد اس کو ایسپریسو کی طلب ہوئی تو وہ کچن چلا گیا۔اپنے لیے ایسپریسو بنائی اور واپس لاؤنج میں آنے کی

بجائے ایک بار زخرف پہ نظر ڈالنا چاہی آیا کہ وہ ٹھیک سے سوئی بھی ہے یا نہیں۔

جوں ہی اس نے دروازہ کھولا تو اسے جاگتا پایا۔

"تم ابھی تک سوئی نہیں۔"

"نہیں سو سکتی۔ جب تک برہان کے ٹھیک ہونے کی اطلاع نہیں آتی یہ ممکن نہیں۔" بے چارگی بھرا لہجہ۔

"میں اندر آجاوں؟" اجازت چاہی۔

"آجاو۔" اجازت ملتے ہی وہ سامنے صوفہ پہ جا کر بیٹھ گیا۔ ایسپریسو کا مگ ہاتھ میں ہی تھاما ہوا تھا۔

"مجھے اس وقت نفرت ہو رہی ہے اس سے۔" اس نے حدید کے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے کہا تو وہ جو پہلا گھونٹ بھرنے ہی والا تھا وہیں تھم گیا۔

"مگ سے؟"

www.novelsclubb.com

"ایسپریسو سے"

"زخرف؟؟"اس نے شاک سے اسے مخاطب کیا۔

"اس دن نا تم مجھے یہ کہتے کہ تمہارے لیے یہ بنا کر لاوں۔ نا میں بناتی، نا وہ مگ گرتا، نا مجھ پہ کافی گرتی، نا میں کلینک جاتی، نا وہاں برہان آتا اور نا ہی اس کو گولی لگتی۔"وہ سارا جوڑ توڑ کر کے بالآخر ایک بے ضرر چیز کو نقصان کا ذمہ دار ٹھہرا گئی۔

"جس انسان کو جو مصیبت جہاں پیش آنی ہے تقدیر خود بخود اس کو وہاں لے جاتی ہے۔ہم اسے تبدیل نہیں کر سکتے۔اس لیے کوسنا بھی نہیں چاہیئے۔"وہ اس کی ذہنی حالت سمجھ سکتا تھا۔وہ نازک صورتحال میں تھی۔اس وقت وہ اس سے کسی بھی ردعمل کی توقع کر سکتا تھا۔

"لیکن۔۔۔۔"

"دیکھو زخرف حادثات متعین ہوتے ہیں۔ وقت، مقام، انسان سب مختص ہوتا ہے۔ اس میں چیزوں کا قصور نکالنا بالکل بھی ٹھیک نہیں ہے۔" اس نے مزید سمجھایا۔ تاکہ وہ مزید نہ الجھے۔

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" وہ سمجھ گئی۔

"ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم اسے حق جتانا نہ سمجھو؟"

"پوچھو" خود پہ کمبل درست کرتے ہوئے اجازت دی۔

"تم نے کہا کہ تمہارا کیریئر داؤ پہ لگا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟"

"چھوڑ دو کیئریر کو۔ جب زندگی میں اس سے بڑے مسائل موجود ہیں۔" اس نے بات ٹالنا چاہی۔

"کونسے بڑے مسائل؟ مجھ سے شئیر کرو۔ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔" مگ کو ٹیبل پہ رکھتے وہ مکمل متوجہ ہوا۔

"تم پہلے ہی بہت زیادہ کر رہے ہو۔اس سے زیادہ کرو گے تو۔۔۔"اس کے چہرے کی طرف دیکھنے سے گریز برتتے انگلیاں مڑورتے ہوئے کہا۔

"تو؟"

"اکتا جاو گے۔"

"فکر نہیں کرو۔مجھے مصروف رہنے اور پریشانیاں اٹھانے کی عادت ہے۔"سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تم پراسرار ہو۔میرے بارے میں کتنا کچھ جانتے ہو۔لیکن میں تو تمہارے نام اور چند ایک باتوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں جانتی۔"اس کے ماضی و حال سے یکسر بے خبر لڑکی کو وہ پراسرار لگا۔

"کیا تم مجھے جاننا چاہتی ہو؟"اس کو بغور دیکھتا پوچھا۔

"اگر میں کہوں ہاں؟"

"پوچھو جو پوچھنا ہے۔" وہ فرصت سے بیٹھ گیا۔

"تم میری ماما کو مام کہتے ہو یعنی تمہارا ان سے گہرا تعلق ہے۔ تم نے کہا تھا کہ میرے اور تمہارے بابا کے درمیان بھی کوئی گہرا رشتہ تھا۔ تم ان کے قاتلوں کو بھی جانتے ہو۔" وہ بولنا شروع ہوئی اور وہ اسے سننا۔

"بتاو کہاں سے شروع کروں؟" اس نے پوچھا۔

"کہیں سے بھی نہیں۔ اب میں تم سے یہ سب نہیں پوچھوں گی۔" اس نے خود ہی آفر رد کر دی۔

"کیوں؟"

www.novelsclubb.com

"سکت نہیں ہے۔ میں چاہتی ہوں اب سب راز اپنے وقت پہ ہی افشاں ہوں۔ یا شاید جو راز اللہ نے راز رکھے ہیں ان کو ویسے ہی رہنے دیا جائے۔ ورنہ بھاری نقصان اٹھانا پڑے گا۔" وہ عقل مندی سے گویا ہوئی۔

"تم تھکی ہوئی ہو۔" وہ اس کی جسمانی اور ذہنی حالت کے پیش نظر بولا۔

"ہاں شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" اس نے انکار نہیں کیا۔

"پیو نا۔" اس نے مگ کی طرف اشارہ کر کے اچانک کہا تو وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"اپنی ایسپریسو پیو۔" اس کی نا قابل فہم نگاہیں دیکھ اس نے وضاحت کی۔

"تمہیں برا لگے گا تو کیسے پیوں گا۔" تاریخ گواہ ہوئی تھی کہ حدید عالم اس کی خاطر اپنی محبوبہ ایسپریسو کو رد کر رہا تھا۔

"نہیں لگتا برا۔ بلکہ مجھے بھی تو چکھاو۔" وہ نارمل سے انداز میں بولی۔

"آر یو شیور؟"

"ہاں ہاں"

www.novelsclubb.com

حدید صوفے سے اٹھا اور مگ اٹھا کر اس کے پاس آیا۔ اس نے حدید کے ہاتھ سے مگ تھاما۔ وہ گھونٹ بھرنے لگی پھر رک گئی۔ پھر دوبارہ مگ کو منہ کے آگے کیا اور پہلا گھونٹ بھرا۔

"یہ تو اچھی ہے۔" کڑوی ایسپریسو جب حلق سے اتری تو کچھ کچھ بھلی محسوس ہوئی۔

"تمہیں پسند آئی؟" وہ جو اس کے تاثرات بغور جانچ رہا تھا۔ اس کے چہرے کے زاویوں سے اندازہ لگایا۔

"بالکل۔ شکر کرو اس دن تم نے میرے ہاتھ سے بنی ایسپریسو نہیں پی ورنہ باخدا دوبارہ اس کا نام نہ لیتے۔" مزید ایک گھونٹ بھرتے وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"تم نے اس دن چکھی تھی؟"

"ہاں۔ اور وہ بہت بری بنی تھی۔" اپنی ناکامی کا اعتراف کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"چلو تم یہ پی لو۔میں اپنے لیے بنالاتاہوں۔" وہ اس کی ایسپریسو سے رغبت دیکھ بولا۔

"ارے نہیں۔اتنی نہیں پیوں گی۔اب اتنی بھی پسند نہیں آئی۔" اس نے دو گھونٹ مزید بھرے اور مگ واپس حدید کے حوالے کیا۔وہ مگ لیے صوفے پہ بیٹھ گیا اور گھونٹ گھونٹ ایسپریسو پینے لگا۔ایسی ایسپریسو اس نے پہلے کبھی نہیں پی تھی۔کنزہ کے اس کے مگ میں کافی پینے کے بعد مگ پھینکنے والا زخرف کی چھوڑی ایسپریسو اتنے شوق سے پی رہا تھا کہ وہ خود اس پہ حیران تھا۔وہ خاموشی سے اپنے فون پہ مصروف ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

حدید نے مسلسل مسکراتے ہوئے ایسپریسو ختم کی اور اٹھ گیا۔

"میں باہر جا کر بیٹھتا ہوں۔تم آرام کرو۔" اس کے ایسپریسو ختم کرنے کی دیر تھی وہ فون واپس رکھ چکی تھی۔

"گھر چلے جاو۔"

"مگر۔۔۔"

"میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں باندھ سکتی۔ تمہاری اپنی زندگی ہے۔" وہ ممنون لہجے میں پر خلوص اور تشکر آمیز احساس کے زیر اثر بولی۔ اور وہ اس سے کہنا چاہتا تھا کہ وہ تھی تو زندگی تھی۔ ورنہ جینا صرف فرض تھا جو وہ ادا کر رہا تھا۔

"میں بالکل بھی مصروف نہیں ہوں۔ میں رک سکتا ہوں۔" اپنی ساری مصروفیت کو بھاڑ میں جھونک کر اس نے اس کے سامنے خود کو فارغ ثابت کرنے کی کوشش کی تا کہ وہ مزید کچھ دیر ٹھہر سکے۔

"نہیں اب چلے جاو۔ میں کچھ دیر میں ہسپتال جاوں گی۔"

"اگر تم کہو تو میں ہسپتال لے جاوں گا۔"

"نہیں میں خود چلی جاوں گی۔"

"آرام سے جانا۔" جاتے ہوئے وہ اسے تاکید کرنا نہ بھولا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ جانے لگا تو اس نے پکارا۔

"حدید!" حدید کا دل پھر سے تھم گیا۔ گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ وہ مڑا تو وہ اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"شکریہ"

"شکریہ اس وقت میرے ساتھ رہنے کے لیے جب مجھے شدت سے کسی اپنے کی ضرورت تھی۔" وہ اس کی فیورز کو اگنور نہیں کر سکتی تھی۔

"تمہارے لیے کچھ بھی۔"

"تم نے مشکل میں مجھے اپنا کندھا دیا ہے۔ تمہاری مشکل میں تم مجھے اپنے ہم قدم پاؤ گے۔" حدید کی توقع کے عین مطابق وہ لڑکی اپنا بھرم رکھ رہی تھی۔ اپنا احسان چکانے کا کہہ رہی تھی۔

"یہ میرے لیے اعزاز ہو گا۔" اس نے کھلے دل سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"چلو اب جاو۔"

"جو حکم" اس کے کہے پہ عمل کرتا وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ زخرف نے پلک جھپکے بغیر اس کو جاتا دیکھا۔

☆☆☆

وہ اس وقت ڈاکٹر کے کمرے میں ان کے سامنے والی کرسی پہ براجمان تھے۔

"تین گولیاں لگی تھیں۔ ایک سینے کی دائیں جانب کو چھو کر گزری ہے۔ دوسری پیٹ کے گوشت کو چیر کر گزری ہے اور تیسری بازو میں پیوست تھی۔ خدا کا شکر ہے گولیاں نکال لی گئی ہیں۔ مگر ان کا بازو۔۔۔" ڈاکٹر ساری صورتحال سے آگاہ کرنے کے بعد متفکر سا بولا۔

"کیا؟" دانیال کمال نے ضبط سے سنا اور مزید جاننا چاہا۔

"دعا کریں کہ وہ ٹھیک رہے۔ ورنہ ہمیں خدشہ ہے کہ ان کا بازو مفلوج ہو سکتا ہے۔" ڈاکٹر نے اپنا ڈر واضح کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ ہر طریقے سے علاج کریں۔ اگر باہر سے کسی ڈاکٹر کو بلوانے کی ضرورت ہو تو بلوائیں۔ سارا خرچہ میں اٹھاوں گا۔ بس برہان ہر قسم کی معذوری سے محفوظ رہے۔" وہ اپنا اثر ورسوخ استعمال کرنے اور پیسہ بہانے سے بالکل دریغ کرنے والے نہیں تھے۔ بات ان کے خون کی تھی وہ اس کی خاطر ہر حد پار کر سکتے تھے۔

"ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔" اپنی عینک ناک پہ درست کرتے ڈاکٹر نے باور کروایا۔

"اسے ہوش نہیں آیا؟" پریشانی بھرا استفسار۔

"آیا تھا مگر تکلیف کی شدت کے باعث ہم نے انہیں نیند کا انجکشن دے دیا۔"

"وہ اتنا کمزور نہیں ہے ڈاکٹر۔ آپ دوبارہ اسے نیند کا کوئی انجکشن نہیں لگائیں گے۔ انڈرسٹینڈ؟" انداز تنبیہی تھا۔ لہجہ اٹل۔

"ٹھیک ہے۔" ڈاکٹر نے قبول کیا۔ وہ انہیں انکار کیسے کرتے؟

☆☆☆

سرسراتی آوازوں، گہرے اندھیرے اور رات کی سیاہی میں وہ وجود کسی کا پیچھا کر رہا تھا۔آگے چلنے والا پسینے سے شرابور تھا۔وہ بار بار مڑ کر دائیں، بائیں اور پیچھے دیکھتا تو تعاقب کار خود کو چھپا لیتا۔کافی دیر یہی کھیل چلتا رہا اور پھر ایک چھوٹی سی جھونپڑی کے اندر جا کر وہ وجود غائب ہو گیا۔

تعاقب کار نے اپنے ذہن میں اس جگہ کو نقش کیا اور واپسی کے لیے قدم بڑھا دیے۔

یہ خبر وہ کس کو دینے والا تھا۔تاحال اس نے اس کا فیصلہ نہیں کیا تھا۔

☆☆☆

www.novelsclubb.com

اس خبر نے شہروز بخت کو پریشان کیا ہوا تھا۔ان کے بارعب چہرے پہ فکروں کا جال بچھ گیا۔یہ خبر وہ اپنی بیوی کو کیسے دیں؟ابھی وہ انہی الجھنوں میں تھے جب نازش نے انہیں پکارا۔

"شہروز"

"ہوں"

"آپ نے عائشہ کے بارے میں معلوم کروایا؟" وہ مضطرب اور جواب طلب نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔ شہروز نے حقیقت بتانے کے لیے خود کو تیار کیا۔

"ہاں"

"کیسی ہے وہ؟ کیا وہ ٹھیک ہے؟" وہ جلد بازی میں کئی سوال کر گئیں۔ شہروز کو ان کی حالت پہ رحم آیا۔

"اس کا کار ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ فلحال وہ ہسپتال میں ایڈمٹ ہے۔" ان کو کندھوں سے تھام کر خبر سنائی۔

"وہ ٹھیک ہے نا؟" ان کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھتے جواب مانگا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں میں نے معلوم کروایا ہے۔ وہ ٹھیک ہے۔ شاید ایک دو دن تک ڈسچارج بھی ہو جائے۔" تشفی کروائی گئی تو وہ ان کے چہرے کے نقش و نگار میں کھنچاو کم ہوا۔

"کیا میں پاکستان چلی جاوں؟" اجازت طلب کرتے ہوئے بھی وہ پریشان تھیں۔

"نازش پلیز" وہ کم از کم یہ نہیں چاہتے تھے۔

"پلیز شہروز۔ میں ایک بار اسے اپنے روبرو دیکھنا چاہتی ہوں۔ اور امی اور بھائیوں سے بھی مل لوں گی۔ ہمیں پاکستان سے آئے کافی وقت ہو چکا ہے۔" انہوں نے لاتعداد جواز نکال دیے۔

"ریجا؟" ایک جواز ان کے پاس بھی موجود تھا۔

"ریجا کی پڑھائی خراب ہو گی۔ وہ ابھی نہ جائے۔" انہوں نے یہ جواز بھی رد کیا۔

"ایک بار پھر سوچ لو۔" ان کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے انہیں فیصلے پہ نظر ثانی کرنے کے لیے کہا۔

"آپ دو دن بعد کی میری ٹکٹ بک کروا دیں۔" وہ اپنے فیصلے پہ ڈٹ چکی تھیں اور شہروز بخت جانتے تھے وہ اب ان کو نہیں روک پائیں گے۔

"ٹھیک ہے۔ کتنے دن رہو گی؟" انہوں نے ہتھیار ڈال لیے۔

"کم از کم ایک ماہ"

"ٹھیک ہے۔"

ان کو مثبت جواب دینے کے بعد وہ خود متفکر ہو گئے۔

☆☆☆

شدت ضبط سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ وہ جلے پیر کی بلی بنی ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔ وہ اس وقت صرف ایک حاسد تھی جو کسی کی کامیابی سے جل کر سوا ہو رہی تھی۔ جو مقابل سے سب کچھ چھین لینے کے درپے تھے۔

"کتنا اچھا ہوتا اگر تمہارے کزن کی بجائے تمہیں گولیاں لگتی۔" ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر انہیں کھولتے اور بند کرتے وہ شاید اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو قابو کرنا چاہ رہی تھی۔

"تم نے ہر جگہ مجھے بے عزت کیا ہے۔ میں تمہیں ایسے ہی نہیں چھوڑوں گی۔" وہ اس سے اپنی ہر بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتی تھی۔ یہ سوچے بغیر کہ ہر بار اس کے طنز شروع کرنے پہ ہی اس نے جوابی کاروائی کی تھی۔ ورنہ زخرف نور پہل کرنے والوں میں سے نہیں تھی۔ لیکن جب کوئی پہل کرتا تھا پھر وہ پلٹ کر وار کرتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے کہہ رہی تھی کہ مجھے ایکسٹرا کا رول بھی نہیں ملے گا۔ اب میں تمہیں بتاوں گی کہ آئزل کیا بلا ہے۔" پختہ عزم کرتے وہ کئی زاویوں سے کچھ گھناؤنا سوچ رہی تھی۔

آخر کس قدر گھٹیا طریقے سے وہ اس کو گرائے کہ وہ دوبارہ کبھی اٹھ نہ پائے۔

☆☆☆

وہ ڈاکٹر کے کمرے سے باہر نکلے تو ان کے چہرے پہ پریشانی چھائی ہوئی تھی۔ یہ سب تو ہونا ہی تھا۔ انہوں نے بھی اس مقام تک پہنچنے کے لیے کئی قربانیاں دی تھیں۔ پہلی بار برہان کو لے کر وہ پریشان ہوئے تھے۔ اس نے تو ابھی سیاسی میں شمولیت بھی اختیار نہیں کی تھی۔ وہ تو پہلے ہی اپنے دشمن بنا بیٹھا تھا۔ کیا یہ دشمنی حقیقتاً اس کے اکلوتے جانشین ہونے کے باعث تھی یا وجہ کچھ اور تھی۔

انہی الجھنوں میں اچانک انہیں اپنی نواسی کا خیال آیا۔ انہوں نے اس کا نمبر ڈائل کرنا چاہا مگر پھر رک گئے۔ کال لاگ میں وہ ایچ کے حرف تک آئے اور پھر کال ملائی۔ دوسری جانب حیرت کے اظہار کے ساتھ کال اٹھالی گئی۔

"دانیال کمال بات کر رہا ہوں۔" اپنا تعارف کروایا یہ جانے بغیر کہ وہ دانیال کمال کا نمبر کیا ان کی ساری تاریخ تک جانتا ہے۔

"جی بولیے۔" لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر پوچھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نور کو گھر چھوڑ دیا تھا؟" تحکم آمیز لہجے میں پوچھا اور حدید کا پارہ ہائی کیا۔

"جی چھوڑ دیا تھا۔" اس نے تحمل سے جواب دیا۔

"کیا وہ ٹھیک تھی؟ تم کتنا وقت اس کے پاس رکے؟" وہ مزید سوالات کا انبار لیے بولے۔

"آپ خود بھی اسے فون کر سکتے ہیں۔" وہ بے زاری اور کوفت سے بولا۔ ایک تو اسے اہم ای میل کے درمیان ڈسٹرب کر دیا تھا اس پر اس سے تحکم آمیز لہجے میں لگاتار سوالات پوچھ رہے تھے۔ حدید کا دل چاہا فون بند کر دے۔

"مجھے مشورے دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو پوچھا ہے وہ بتاؤ۔" وہ اپنی ازلی ٹون میں بولے۔

"پہلی بات یہ کہ میں آپ کا داماد ہوں۔تو عزت سے مخاطب ہوا کریں۔دوسری بات وہ بیوی ہے میری جب تک چاہے رکوں۔"اس بار اس نے بھی بغیر لگی لپٹی کے کہا۔دانیال کمال تو حیرت کی مورت بن گئے۔

"دیکھو برخوردار میرا دماغ نہ خراب کرو۔"وہ کرخت ہوئے۔

"ابھی تو میں نے کچھ کیا بھی نہیں ہے۔آپ پہلے ہی پریشان ہو گئے ہیں۔اب فون رکھتا ہوں۔مصروف ہوں۔"وہ اس کے فون رکھنے پہ حیرت کا مجسمہ بن گئے۔ انتہائی بے حس انسان تھا۔ایک بار بھی برہان کی خیریت نہیں پوچھی۔اور تو اور رشتے کا بھی لحاظ نہیں کیا۔

www.novelsclubb.com

انہوں نے فوری حکیم لقمان کو کال ملائی۔

"تم مکمل جاسوسی کر رہے ہو؟"

"جی صاحب جی۔تسی فکر نہ کرنا۔"نہایت فخریہ مودبانہ انداز۔

"کل میں آفس آوں گا۔اور ساری اطلاعات لوں گا۔"

"جو تمہیں مناسب لگے۔"فون کٹ گیا۔دانیال کمال کو یہ لڑکا اب مزید کھٹک رہا تھا۔

☆☆☆

بھاری ہوتے پپوٹوں کو بمشکل کھولا تو سفید رنگ کی چھت پہ نظر جا ٹھہری۔ جسم میں درد کا احساس جاگا تو کراہ کر رہ گیا۔ارد گرد نظریں دوڑائیں مگر کسی کو نہ پایا۔دل کے ایک حصے نے شدت سے درد محسوس کیا۔گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ اس نے واپس آنکھیں بند کر لیں۔ کیا وہ اتنا غیر اہم تھا؟

www.novelsclubb.com

جہاں آدھی دنیا اس کے حسن پہ مرتی تھی۔ کوئی اس کے سٹائل سے متاثر تھا تو کوئی اس کی دولت سے۔ وہیں اس کے چند رشتوں میں سے ایک بھی اس کے پاس موجود نہ تھا۔اس نے اپنا بازو ہلانا چاہا تو تکلیف سے بلبلا اٹھا۔اسی وقت کوئی دروازہ

کھول کر اندر آیا۔ برہان نے آنے والے کو دیکھا۔ پھر ان سے مشفقانہ رویے کی امید رکھتے اپنی تکلیف چھپانے کی کوشش رد کی۔

"تمہیں ایک بار میری بات سمجھ میں نہیں آتی۔ تم بغیر سیکیورٹی کے کیوں نکلے؟" آنے والے نے ایک سیکنڈ کے لیے بھی اس کا حال جاننے کی کوشش نہ کی۔ برہان کا دل بدگمان ہوا۔

"میں سیاست میں نہیں ہوں۔" وہ اکھڑے ہوئے لہجے میں بولا۔

"تم سیاست میں آچکے ہو۔" دانیال کمال نے اندر آتے بات میں اضافہ کیا۔ تو برہان کا دل مزید برا ہوا۔ اس سے اس کا حال جاننے کی بجائے وہ اسے کٹہرے میں کھڑا کر رہے تھے۔

"جب تمہارے باپ نے کہا تھا کہ سیکیورٹی پروٹوکول کے بغیر باہر نہ نکلنا تو تم ایسے کیسے جا سکتے ہو؟" دانیال کمال نے اس کی کلاس لی۔

"کیا آپ ڈاکٹر کو بلوا دیں گے۔ میرے بازو میں درد ہو رہا ہے۔" وہ اپنے بازو کے درد کو فراموش نہیں کر پا رہا تھا۔ اسے ان کیسے سوالات سے کوئی غرض نہیں تھی۔

"برہان کمال تم بچے نہیں ہو۔ ستائیس سال کے جوان مرد ہو۔" ہمایوں کمال نے اسے جھڑکا۔

"تو کہاں لکھا ہے کہ مرد کو گولیاں لگے تو اسے تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔" آنکھوں میں آتی نمی کو اندر دھکیلتے پر نم آنکھوں سے ان کو دیکھتے دکھ اور افسوس کی ملی جلی کیفیت سے بولا۔

"میں نے سی سی ٹی وی چیک کروائی ہے۔ تم بآسانی وہاں سے ہٹ سکتے تھے۔ پھر کیوں نہیں ہٹے؟"

ہمایوں کمال کے انکشاف پہ برہان کمال کے گلے میں گلٹی ابھری۔

"جواب دو برہان۔ تم پیچھے کیوں نہیں ہوئے؟" دانیال کمال نے سوال دہرایا۔

"اگر میں پیچھے ہٹ جاتا تو یہ گولیاں سونا کے وجود کا حصہ بن جاتیں۔" اس نے اقرار کرنا ہی مناسب سمجھا۔ چند لمحات تو سب ساکت ہو گئے۔ پھر دانیال کمال نے آگے بڑھتے اس کے کندھے پہ تھپکی دی۔

"آج تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم میرا خون ہو۔ مجھے فخر ہے کہ برہان کمال میرا پوتا ہے۔" اس کے بالوں پہ ہاتھ پھیرتے انہوں نے اتنے فخر سے کہا تھا کہ برہان کمال کو سارا درد بھول گیا۔

☆☆☆

وہ ہسپتال میں برہان کے کمرے میں داخل ہوئی۔ اسے آنکھیں موندھے دیکھ وہ خاموشی سے اس کے سامنے والے صوفے پہ جا کر بیٹھ گئی۔ کسی کی موجودگی محسوس کر کے برہان نے آنکھیں کھولیں۔ اس نے دائیں جانب دیکھا تو اسے سامنے پایا۔

"تم اٹھ گئے۔" قدرے سنبھلی حالت میں صاف لباس زیب تن کیے صاف چہرے والی نے پوچھا۔

"تم اب آئی ہو۔" ناراضی بھرا شکوہ تھا۔ نور کے دل کو کچھ ہوا۔

"نانا نے ڈانٹ کر گھر بھیج دیا تھا۔ ورنہ باخدا کبھی نہ جاتی۔" اس نے صفائی پیش کی۔

"تم چاہتی تو رک سکتی تھی۔" وہ پر شکوہ ہوا۔ بازو کا درد اب بہت بہتر ہو چکا تھا یا شاید اسے دیکھ کر سارا درد ویسے ہی اڑن چھو ہو گیا تھا۔

"معافی مانگوں کیا؟"

"اونہوں۔۔۔ بس یہ بتاو تم ٹھیک ہو؟"

"بس کر دو برہان۔ تم اور حدید دونوں ہی ایسا کرتے ہو۔ اپنی تکلیف میں بھی دوسرے کی پرواہ کیوں کرتے ہو۔ تمہاری جگہ میں ہوتی تو تم سے بات نہ کرتی۔

www.novelsclubb.com

تمہیں کوستی کہ دیکھو تمہاری وجہ سے میں بستر پہ آگئی۔اپنے زخم دکھا کر ہمدردی لیتی۔تم کیوں ہو ایسے؟" وہ جیسے پھٹ پڑی۔

"تم نے کہا حدید۔۔۔"اس کی سماعت تو حدید پہ ہی تھم چکی تھی۔

"میں تمہاری بات کر رہی ہوں۔" وہ بے بسی سے بولی۔

"میں سب کے لیے اچھا نہیں ہوں سونا۔اور جن کے لیے ہوں وہ بے حد خاص ہیں۔"اس نے جتایا۔

"وعدہ کرو آئندہ کسی کو بچانے کے لیے اپنی جان کو خطرے میں نہیں ڈالو گے۔" اس نے صوفے سے اٹھتے اس کے قریب بڑھتے اپنا ہاتھ ہاتھ آگے بڑھایا۔

"میں نے کس کی جان بچائی ہے؟"معصومیت اور لاعلمی کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے کہا۔

"میری"اس نے اپنی جانب اشارہ کر کے کہا تو وہ گڑ بڑا گیا۔

"سونا"

"اب جھوٹ مت بولنا۔وہ گولی جس پہ بھی چلی ہو جتنے وقت میں تم نے مجھے کور کیا اتنے وقت میں خود کو سیکیور کر سکتے تھے۔" وہ بچی نہیں تھی جو بے خبر رہتی۔

"اپنی نہیں اپنوں کی جان معنی رکھتی ہے۔"

"زیادہ ڈائیلاگ بازی نہیں چاہیئے۔بس آئندہ یہ ہیرو پن نہیں دکھاو گے۔" اس کے بالوں کو بکھیرتے ہوئے اس سے گزارش کی۔

"مجھے جب جب کسی اپنے کی خاطر خود کو نقصان میں ڈالنا پڑا میں بے خوف و خطر ہر نقصان میں کود دوں گا اور تم مجھے اس سے نہیں روک سکتی۔" وہ ڈھیٹ پن کے اعلی درجے پہ فائز ہوتے ہوئے بولا۔

"تم۔۔۔۔"

"مریض کا حال نہیں پوچھ رہی۔بس اپنی ہی کہے جا رہی ہو۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"او آئی ایم سوری۔۔۔درد تو نہیں ہو رہا؟" اسے اچانک احساس ہوا کہ اس نے واقعتا اس کی خیر خبر تو لی ہی نہیں۔

"نہیں مزہ آرہا ہے۔ایسا کرو تم بھی دو چار گولیاں مار ہی دو۔زیادہ سکون ملے گا۔" وہ جلتے کڑھتے بولا۔

"بکواس بند کرو۔" نور نے اس کے کندھے پہ چپت لگائی۔تو وہ مسکرا دیا۔اتنی بے ضرر سی چپت پہ جوان مرد کو ہنسی ہی آسکتی تھی۔

"جانتے ہو تمہیں ایسے دیکھ کر کتنا اچھا لگ رہا ہے۔" وہ اس کے چہرے کو بغور دیکھتے کھوئی کھوئی بولی۔

"تمہیں مجھے گولیاں لگتے دیکھنا اچھا لگ رہا ہے؟" وہ صدمے سے بولا۔

"نہیں بیوقوف۔مسکراتے ہوئے۔تمہاری مسکراہٹ دیکھنے کے لیے اتنا انتظار میں نے پہلے کبھی نہیں کیا۔" وہ پر مسرت بولی۔

www.novelsclubb.com

"تم فلرٹ کر رہی ہو؟" برہان شرارت سے گویا ہوا۔

"ہاں کر رہی ہوں۔" اس نے ببانگ دہل اقرار کیا۔

"یااللہ! کیا زمانہ آگیا ہے لڑکیاں اتنی بے باک ہو گئی ہیں کہ بیچارے اور بیمار لڑکے کی کمزوری کا فائدہ اٹھا رہی ہے۔" وہ ڈرامائی انداز میں بولا۔

"بہت ڈرامے کر رہے ہو۔ اپنے ڈائیریکٹر سے بات کروں تمہیں کاسٹ کرنے کی؟" وہ اسے آفر دینے لگی کہ آومل کر نام پیدا کرتے ہیں۔

"کیوں اداکاروں کا کام ٹھپ کروانا ہے۔ مجھ جیسا حسن دیکھ کر سب مردوں نے خودکشی کر لینی ہے۔"

"یااللہ! مجھے صبر دے۔" اپنی آنکھوں پہ ہاتھ جما کر اس نے خود کو کچھ کہنے سے باز رکھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں ہاں تم بھی جلو۔" وہ مزید ڈرامائی ہوا۔ البتہ پیٹ اور بازو کا درد اٹھنے لگا تھا مگر وہ حتی الامکان اسے واضح نہیں ہونے دے رہا تھا۔

"اچھا بات سنو۔ میں ایک دو دن تک برلن جا رہی ہوں۔ میں جانتی ہوں مجھے یہاں رکنا چاہئے تھا۔ مگر میرا وہاں جانا بہت ضروری ہے۔" نور نے اسے اپنی جانب سے صفائی دی۔ ہو جانتی تھی کہ ایسے میں برہان کو چھوڑ کر جانا دوستی کے خلاف ہے مگر وہ کیا کرتی۔ اس کی بھی مجبوری تھی۔

"تم اپنی آسانی دیکھو۔" اس نے دکھتے بازو اور تڑپتے دل سے کہا۔

"تم غصہ کر سکتے ہو۔"

"ہاں کر سکتا ہوں مگر تم پہ۔۔۔ کبھی نہیں۔" وہ بیچارگی سے بولا۔

"میں خوش قسمت ہوں جو تم میرے نصیب میں ہو۔" وہ محبت سے بولی۔ برہان کمال جیسا دوست ملنا نصیب والوں کی ہی بات تھی۔ اسے خود پہ رشک آیا۔

"کاش میں ہمیشہ تمہارے نصیب میں رہوں۔" وہ بھاری آواز میں بولا۔

"ایسے کیوں کہہ رہے ہو؟"

"بس ویسے ہی۔ تم بتاؤ وہاں کدھر رہو گی۔" اس نے موضوع تبدیل کر لیا۔

"ہوٹل میں"

"اور وہ کوئی اعتراض تو نہیں کرے گا؟" اپنے خدشات ظاہر کیے۔

"تم جانتے ہو برہان یہ ایک کانٹریکٹ میرج ہے۔ وہ میرے معاملات میں دخل نہیں دے سکتا۔" برہان سے زیادہ وہ خود کو یقین دلا رہی تھی کہ ہاں اب وہ اس کی مزید مدد نہیں کرے گا۔ اب وہ اسے مزید تحفظ نہیں دے گا۔ اب وہ دونوں اجنبی ہو جائیں گے۔

"دادا جاتے ہوئے تمہاری رخصتی کر دیں گے۔ تم جانتی ہو نا؟" اس نے یاد کروایا۔

"ہاں" لب کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا تمہیں گھبراہٹ نہیں ہو رہی۔ وہ ایک مرد ہے۔"

"وہ حدید ہے۔ اس کا مطلب جانتے ہو۔" تفاخر اور مان سے جتایا۔

"نہیں" لاعلمی ظاہر کی۔

"میں بتاتی ہوں۔ حدید کا معنی لوہا ہوتا ہے۔ یعنی مضبوط، سخت" وہ بہت یقین سے بولی۔ اس کا یہ پر یقین لہجہ برہان کو بہت کچھ باور کروا گیا۔ یہ وہ زخرف تو نہیں تھی جو نکاح کے بعد اس سے یہ کہہ کر گئی تھی کہ وہ ایک اداکارہ ہے اور یہ سب اداکاری۔

"تم اس پہ اتنا یقین کیسے کر سکتی ہو؟ وہ ایک اجنبی ہے۔" وہ خوفزدہ ہوا۔ اس کی سونا میں تبدیلی دکھائی دے رہی تھی۔

"میں مردوں کے ساتھ کام کرتی ہوں۔ اور نظر پہچاننا آتا ہے۔"

"کیا دیکھا تم نے اس کی آنکھوں میں؟" پر تجسس استفسار۔

"عزت، مقام، اپنائیت" حدید کے چہرے کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے وہ رک رک رک بولی تو برہان کا دل ڈوب گیا۔

"اور محبت؟ کیا تم محبت کی پہچان کر سکتی ہو؟" اس نے اپنی نگاہیں اس کے چہرے پہ مرکوز کر کے پوچھا۔ اگر وہ نگاہیں پڑھ سکتی تو اس کی نگاہیں کیوں نہیں پڑھ پائی۔

"میں نے کہا نا برہان۔ عورت، مرد کی نظر پہچان جاتی ہے۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کہاں رہی تھی۔ اسے تو بس حدید عالم کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔

"میں نے یہی تو پوچھا سو نا تم نے اس کی نظر میں خود کے لیے محبت دیکھی؟" وہ دوبارہ مستفسر ہوا۔

www.novelsclubb.com

"نور تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" دانیال کمال اطلاع ملتے ہی یہاں آن پہنچے تھے۔ ان کی آمد پہ برہان نے مٹھیاں بھینچیں۔ وہ اس کا جواب سننے کا منتظر تھا۔ بات وہیں اٹک کر رہ گئی تھی۔

"میں برہان کی خیریت معلوم کرنا چاہتی تھی۔" ایک نظر برہان کو دیکھ کر جواب دیا۔ صد شکر کہ نانا جان وقت پہ آ گئے تھے ورنہ اس کا راز افشاں ہو جاتا۔

" بالکل ٹھیک ہے میرا جوان۔" ان کے لبوں سے یہ الفاظ بر آمد ہونے کی دیر تھی برہان کمال ہکا بکا رہ گیا۔ وہ کتنی اپنائیت سے اسے مخاطب کر رہے تھے۔

"اس جوان نے اتنی دیر سے سانس الجھائے رکھا ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"پروٹوکول لے رہا ہے۔" دانیال کمال نے بھی اس مسکراہٹ میں شمولیت اختیار کی۔

"ڈیزرو کرتا ہے۔"

"سو تو ہے۔"

"تمہارا شوہر نہیں آیا؟" ایک لمحے کو تو نور گڑبڑا ہی گئی مگر وقت پہ سنبھلی۔

"تھوڑی دیر تک آئے گا۔"

www.novelsclubb.com

"اس دن بتا رہا تھا کہ اس کا دوست یہاں ایڈمٹ ہے تو میں نے سوچا اس کی بھی خبر لے لوں۔ ورنہ سوچے گا کہ سسرال والے خاصے بے مروت ہیں۔"

"ضرور"

"میں تمہاری ماں سے ملنے جا رہا ہوں۔ تم چلو گی؟"

"میں حدید کے ساتھ جا کر مل لوں گی۔" ہڑبڑا کر جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔" اور زخرف کو یاد آیا کہ عائشہ بھی تو اسی ہسپتال میں تھیں۔ یا اللہ! وہ اتنی بڑی بات کیسے بھول سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

وہ برہان سے معذرت کرتے کمرے سے باہر آئی۔ اور حدید کو فون کیا۔

"زہے نصیب آپ نے ہمیں کیسے یاد کر لیا؟" وہ قربان ہونے والے لہجے میں بولا تو زخرف نے آنکھیں بند کر کے اس طرز تخاطب کو محسوس کیا۔

"نانا تمہارا پوچھ رہے تھے۔ میں نے کہا تم کچھ دیر میں آجاو گے۔ تم آجاو گے نا؟"

"آجاوں گا۔"

"وہ ماما سے ملنے گئے ہیں۔ مجھے کہہ رہے تھے میں ساتھ چلوں۔ یہ تو وہی ہسپتال ہے جہاں ماما ایڈمٹ ہیں۔ مجھے تو بالکل بھی یاد نہیں تھا۔ وہ مجھے کہہ رہے تھے میں ساتھ چلوں۔ میں نے کہا کہ میں حدید کے ساتھ جا کر مل لوں گی۔ تم جلدی آجانا۔"

"فون رکھو۔ میں فورا نکلتا ہوں۔"

"اللہ کی امان میں" اس نے بے ساختہ کہا تو حدید اس کی دعا پہ مسکرا یا۔

"یہ لڑکی مجھے زیر کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی۔" فون رکھ کر بڑبڑایا۔

☆☆☆

وہ ہسپتال پہنچا تو زخرف کو کوریڈور میں ہی کھڑا پایا۔

"تم برہان سے نہیں ملی؟"

"ملی ہوں۔اس کے ہاتھ میں تکلیف اٹھی تھی۔ڈاکٹر چیک اپ کر رہا ہے۔"

" صحیح۔کہاں ہیں تمہارے نانا؟"ارد گرد متلاشی نگاہیں دوڑاتے استفسار کیا۔

"تمہارا کچھ نہیں لگتا؟"وہ ناجانے کہاں سے آدھمکے۔

"آپ بتادیں آپ کیا لگتے ہیں؟"

"اگر نور کا نانا ہوں تو تم بھی مجھے نانا کہہ سکتے ہو۔"

"جبکہ میں ایسا بالکل نہیں کہنا چاہتا"خیر یہ الفاظ حدید نے صرف دل میں ہی سوچے تھے۔

"ٹھیک ہے۔"زبان سے یہی ادا کیا۔

www.novelsclubb.com

"تم کل بتا رہے تھے کہ تمہارا دوست یہاں ایڈمٹ ہے۔ چلو اس کی بھی عیادت کر لیتے ہیں۔" حدید کے چہرے کے تاثرات پل بھر میں تبدیل ہوئے۔ وہ اتنی اچانک آ گیا تھا کہ زید سے بات کرنا ہی بھول گیا تھا۔ اب وہ کیا کرے؟

چند لمحے وہ شش و پنج میں گھرا رہا۔ پھر بہانہ سوچا مگر دانیال کمال جیسے زیرک انسان کے سامنے بہانہ بھی مضبوط ہونا چاہئے تھا۔ ابھی وہ سوچ وبچار میں ہی مگن تھا کہ کسی کی آواز نے اسے سوچوں کے جال سے باہر نکالا۔

"سر آپ کا دوست آپ کو بلا رہا ہے۔" ایک نرس نے موقع پہ آ کر کہا تو حیرت کے مارے حدید کا چہرہ متغیر ہوا۔

"میرا دوست؟"

"جی جی وہ کب سے پوچھ رہے ہیں کہ حدید کہاں ہے؟"

"چلیں۔" حدید فوراً سنبھلا۔ اس لمحے اس نے دل سے زید کو دعا دی۔

www.novelsclubb.com

"نور تم بھی چلو۔ آخر کو بیوی ہو اس کی۔" دانیال کمال نے حدید کی جانب دیکھتے طنزیہ کہا تو وہ مسکرایا۔ کوئی زخرف نور کو حدید عالم کی بیوی کہہ کر پکارے اور وہ مسکرائے نا۔ ناممکن!

وہیں زخرف کچھ جھینپ گئی۔ نانا اس کو جتانا نہیں بھولے تھے۔

وہ تینوں نرس کے پیچھے ہو لیے۔ نرس نے دروازہ کھولا تو بستر پہ ایک سوبر، نفیس اور ڈیسنٹ سے شخص کو لیٹے پایا۔ جو حدید کو دیکھتے فوری سیدھا ہوا۔

"کہاں چلے گئے تھے تم؟" چہرے پہ چند خراشیں لیے دائیں بازو پہ پلستر باندھے اور بائیں ٹانگ پہ پٹی لپیٹے وہ شخص اتنی بے تکلفی سے بولا کہ حدید اس کی اداکاری کا مداح ہوا۔

"سسرال والے زیادہ اہم ہوتے ہیں نا یار۔ بس ادھر ہی مصروف تھا۔ ان سے ملو یہ میری بیوی اور یہ اس کے نانا ہیں۔" حد درجہ دوستانہ لہجے میں کہہ کر ان کا مصنوعی تعارف کروایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ان کو کون نہیں جانتا۔ یہ تو منسٹر دانیال کمال ہیں۔" بستر پہ لیٹے شخص نے گویا خوشامد کرنے کی ٹھان رکھی تھی۔ یہ تو زید نے اسے منسٹر صاحب کے بارے میں بتایا تھا ورنہ اتنا وہ رہتا نہیں وی آئی پی کہ بستر پہ لیٹا مریض اسے پہچانتا۔

"کیسے ہو برخوردار؟" دانیال کمال نے مروتاً پوچھا۔ نگاہیں اس کے چہرے پہ گاڑے اس کے تاثرات اور اتار چڑھاو پرکھنے میں مصروف عمل تھیں۔

"ایکسیڈنٹ کے بعد انسان کیسا ہو سکتا ہے۔ آف کورس تکلیف میں ہوں۔" اس نے مروت کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی۔ منسٹر ہو گا تو اپنے گھر۔ ہونہہ!

"اپنا خیال رکھو۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو بلا جھجھک میرے سیکرٹری کو کہہ سکتے ہو۔ وہ دو کمرے چھوڑ کر جو کمرہ ہے اسی کے باہر ملے گا۔" انہوں نے اسے آفر کی۔ اب داماد کے دوست کو کچھ پروٹوکول تو ملنا ہی چاہئے تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بہت شکریہ۔ لیکن یہ ہسپتال تو ویسے ہی میرا دوسرا گھر ہے۔" وہ تیزی میں بول گیا۔ اندازہ ہوتے ہی دانت لبوں میں دبائے۔ ایک تو اس کی جلدی بولنے کی عادت۔۔۔افف

"کیا مطلب؟" منسٹر صاحب کے ماتھے پہ شکنوں کا جال بنا۔ وہ تو ویسے ہی اس مریض کو مشکوک نگاہوں سے دیکھنے میں مصرف عمل تھے۔

"وہ دراصل یہ ہر دوسرے دن کسی ایکسیڈنٹ کے نتیجے میں یہاں موجود ہوتا ہے۔" حدید نے لبوں کو زبردستی کی مسکراہٹ میں کشادہ کرتے فوری بات سنبھالی۔ البتہ اس مریض کو گھوری سے نوازنا نہیں بھولا۔ تف تھی زید پہ۔۔۔ کیسا مریض ڈھونڈا تھا۔

"اپنا خیال رکھا کرو لڑکے۔" زخرف کی جانب دیکھنے کے بعد مروت دکھانے کو بولا۔ زخرف نور نے تو جیسے خاموش تماشائی کا فریضہ ادا کرنے کا سوچا ہوا تھا۔

"ضرور "اب خاموشی میں ہی عافیت جانی۔ یہ بوڑھا انسان تو اس کو گھور ہی بہت رہا تھا۔ ساتھ ہی درد سے کراہنے کی بھی اداکاری کر ڈالی۔ کیونکہ ان تجربہ کار بڈھوں سے بچنے میں ہی عافیت تھی۔

"میں ڈاکٹر کو بلواتی ہوں۔" زخرف نے اسے درد سے کراہتا دیکھ کہا۔ ساتھ ہی ڈاکٹر کو بلانے کمرے سے باہر چلی گئی۔

"میں چلتا ہوں۔" سیکریٹری کے بلانے پہ دانیال صاحب بھی الوداعی کلمات کہتے رخصت لے گئے۔ حدید نے سکھ کا سانس لیا۔

وہ دونوں کمرے سے گئے تو حدید اور اس لڑکے کے درمیان نگاہوں کا تبادلہ ہوا۔ دونوں کے چہرے پہ تبسم ابھرا۔ چند لمحات ماحول میں ان کی فاتحانہ مسکراہٹ رقص کناں ہوئی۔ اچانک بستر پہ موجود شخص کے چہرے پہ دم کرب لہرایا تو حدید کی مسکراہٹ ختم ہوئی۔

"کیا سچ میں آپ کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے؟" حدید نے فکر مندی سے پوچھا۔ اس وقت تو اسے اداکاری کی ضرورت نہیں تھی اگر پھر بھی وہ بلبلا رہا تھا تو معاملہ یقیناً سنجیدہ تھا۔

"نہیں میں مذاق کر رہا تھا۔ دکھائی نہیں دے رہا۔" وہ اپنے بازو اور ٹانگوں پہ بندھی پٹی کی طرف اس کی توجہ مبذول کرواتے ہوئے طنزیہ بولا۔

"او آئی ایم سوری۔ وہ زید نے مجھے بتایا نہیں تھا۔" وہ معذرت خواں ہوا۔

"ایک تو یہ زید۔ اسی کی وجہ سے میں اس حال کو پہنچا ہوں۔" اس نے اکتا کر کہا۔ نمونہ ایک نمبر کا۔۔۔ خود تو ڈوبا ہی اس کو بھی لے ڈوبا۔

"کیا مطلب؟" ناسمجھی چھائی۔

"کہہ رہا تھا آپ سے بائیکنگ سیکھنی ہے۔خود تو گرا ہی میرا اچھا خاصا ایکسیڈنٹ کروا دیا۔" وہ دل میں اسے گالیوں سے نوازتا بظاہر بے بسی سے بولا۔ایک بار یہ زید اس کے ہتھے چڑھے ذرا۔

"ہیوی بائیک؟" اس نے کنفرم کرنا چاہا۔بھلا زید کو ایسے فالتو شوق کب سے لاحق ہوئے۔خیر فالتو انسان کو فالتو شوق ہی لاحق ہوا کرتے ہیں۔

"آف کورس۔ویسے خود بھی اب بستر پہ ہی ہو گا۔چوٹیں تو اس کو بھی لگی ہی تھیں۔" اچانک اس کے لیے ہمدردی جاگی تو زید بیچارا بن گیا۔دوغلا انسان۔۔۔ہونہہ

www.novelsclubb.com

"بائی داوے آپ کا بہت شکریہ جو آپ نے میری مدد کی۔آپ کو جب کبھی ضرورت ہوئی میں آپ کی مدد کے لیے تیار رہوں گا۔" حدید نے دل سے اس کا شکریہ ادا کیا۔اگر یہ شخص وقت پہ سب نہ سنبھالتا تو وہ بیٹھے بٹھائے مشکوک ہو جاتا۔صحیح کہتے ہیں ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے کئی جھوٹ بولنے پڑ جاتے ہیں۔

ذہن میں پھر بھی کھٹکا ہی رہتا ہے اور ضمیر علیحدہ تنگ کرتا ہے۔ہائے رے! جھوٹ اور اس کے نخرے۔

"فکر نہیں کرو۔مجھے ضرورت نہیں ہو گی۔اور اگر ہوئی بھی نا تو میرا ایک دوست ہے وہ سب دیکھ لے گا۔"اس کی آفر ریجیکٹ کرتے ہوئے اپنے دوست کا ذکر کیا۔

حدید نے غور کیا دوست کے ذکر پہ اس کی آنکھیں چمکی تھیں۔شاید یہ شخص اپنے دوست سے خاصا اٹیچڈ تھا۔

خیر اسے کیا پرواہ۔

"منسٹر صاحب کو شک نہیں ہوا۔اس کا مطلب ہم بآسانی لوگوں کو بیوقوف بنا سکتے ہیں۔"وہ اپنے ڈرامے سے محظوظ ہو کر بولا۔

"خیر زید سے تمہارے بارے میں یہی سنا تھا کہ تم لوگوں کو بیوقوف بھی بناتے ہو اور بیوقوف لوگوں سے چڑتے بھی خوب ہو۔"زید کا حوالہ دیتے ہوئے اس نے

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بیک وقت اسے اس کی خوبی و خامی بتائی۔ ہلکی سی مسکراہٹ نے حدید کے لبوں کو چھوا۔ وہ اپنی تعریف پہ محظوظ ہوا تھا۔

اچانک اسے یاد آیا کہ وہ اس کا نام تک نہیں جانتا اور نہ وہ شخص اس کے بارے میں کچھ جانتا ہے۔ سو اس نے تعارف کرنا اور کروانا مناسب سمجھا۔

"ہمارا تعارف تو ہوا ہی نہیں۔ میں حدید عالم، برلن۔۔۔" اپنی جینز کی جیب میں ہاتھ ٹھونستے ہوئے اس نے ابھی بولنا شروع ہی کیا۔ لیکن بد تمیز مریض نے اسے بیچ راستے میں ہی ٹوک دیا۔

"بس بس سب پتا ہے کون ہو تم۔ ہاں البتہ تمہیں اپنے بارے میں بتا سکتا ہوں۔ تاکہ تمہارے تجسس کی موت واقع ہو۔" اس نے حدید کی بات ٹوک کر اپنی ہانکی تو حدید نے خود پہ ضبط کیا۔ اس نے دل میں اسے ایک مستقل نام دیا۔ اوور ایکٹنگ کی دوکان!

"جی ضرور۔ آپ کے بارے میں جان کر خوشی ہو گی۔" بمشکل سخت لہجے سے خود کو باز رکھتے ہوئے مصنوعی مسکراہٹ سے کہا۔ وہ اس سے بگاڑ نہیں سکتا تھا۔ اسے دوبارہ بھی ایسے نقلی مریض کی ضرورت پڑ سکتی تھی۔

"میں ہوں جنید کاظمی۔ اس ہسپتال کا اکلوتا سائیکیٹرسٹ، بائیکنگ کا دیوانہ، اپنے دوست کا پروانہ۔ اگر کبھی دماغی مسئلہ ہو تو میرے پاس ضرور آنا۔" فخریہ کالر جھٹکتے خود کو یوں متعارف کروایا گویا کہیں کا وزیر اعظم ہو۔ وہ الگ بات تھی کہ حدید کے تجزیے کے حساب سے آخری لائن کچھ یوں ہونی چاہیئے تھی کہ 'میرا دماغی مسئلہ ہے۔ مجھے سائیکیٹرسٹ کے پاس ضرور لے کر جانا۔'

www.novelsclubb.com

"مجھے آپ سے مل کر اچھا لگا۔ آپ انتہائی سوبر، ڈیسنٹ اور شریف النفس انسان معلوم ہوتے ہیں۔" بہت مشکل سے اس کی تعریف کی۔ ورنہ یہ شخص ان خصوصیات پہ پورا تو بالکل بھی نہیں اترتا تھا۔

"میرا دوست کہتا ہے کہ مجھے ڈیسنٹ سمجھنے والا بہت بڑی غلطی کرتا ہے۔حالانکہ میں تمہاری باتوں سے قائل ہوا ہوں۔" وہ قہقہہ لگاتے ہوئے اپنے دوست کے نادر خیالات اس تک پہنچانا نہیں بھولا۔ایک تو اسے اپنے دوست سے شدید محبت تھی۔اسے یاد کرتے وہ بلاساختہ مسکرایا۔

"کیا زید آپ کی شاگردی میں رہتا ہے؟" حدید نے تجسس سے استفسار کیا۔زید کی ساری حرکات اس سے ملتی تھیں۔

"کیوں؟"

"آپ دونوں کی باتوں میں حد درجہ مماثلت ہے۔"اس نے صاف گوئی سے اپنی سوچ بیان کی۔

"پہلے تو مجھے آپ کہنا بند کرو۔دو سال بڑے ہی ہو گے تم مجھ سے اور دوسری بات میری شاگردی اختیار کرنے والے کبھی گھاٹے کا سودا نہیں کرتے۔" انگلی اٹھا کر

اسے تنبیہ کرتے ہوئے اس نے اس کو خوب لتاڑا۔ ساتھ اپنی شان میں زمین آسمان کے قلابے ملانا نہ بھولا۔

"وہ کیسے؟"

"کیونکہ میں وہ باتیں بھی جان جاتا ہوں جو دوسرے نہیں جانتے۔ جیسے تھوڑی دیر قبل جو تمہاری بیوی باہر گئی تھی وہ ہماری ساری گفتگو ملاحظہ کر چکی ہے۔" اپنی شان میں قصیدے پڑھ کر بڑی سہولت سے اس نے حدید کا سانس اٹکایا۔

زخرف جو دروازے پہ کھڑی سب باتیں سن چکی تھی۔ اس نے اسی وقت جنید کو غصے اور حدید کو صدمے سے دیکھ کر مخاطب کیا۔

"حدید کیا تم میری بات سنو گے۔" جنید کی پیشن گوئی پہ حدید کا متغیر چہرہ زخرف کی طیش زدہ آواز پہ صدمے کا بھرپور عکس دکھائی دیا۔

"آتا ہوں۔" اس نے تھوک نگلتے بمشکل جواب دیا۔ وہ ایک نادیبی نظر ان دونوں پہ ڈالتے چلی گئی تو وہ واپس اس کی جانب پلٹا۔ جو اپنا فون ہاتھ میں تھامے مصروف تھا۔ گویا کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ فون کو پکڑنے کا انداز ہی بتا رہا تھا کہ وہ کوئی گیم کھیل رہا تھا۔ پلستر بھی اسے گیم کھیلنے سے روک نہیں پایا تھا۔ ڈھیٹ ہو تو جنید کاظمی جیسا۔

"ایک تو پتا نہیں لوگ اپنی بیویوں سے اتنا ڈرتے کیوں ہیں؟" فون پہ چلتی گیم میں مقابل کی ٹیم کے شخص کو مارتے ہوئے اس نے گویا حدید کا مذاق اڑایا۔ حالانکہ تاریخ گواہ تھی کہ جنید کاظمی سے زیادہ کوئی اپنی بیوی سے نہیں ڈرتا ہوگا۔

www.novelsclubb.com

"تم۔۔۔ تم کیسے جانتے ہو؟" وہ شاکی پن کی کیفیت میں بولا۔

"میں ایک سائیکیٹرسٹ ہوں۔ میرے پاس نفسیات کا علم ہے۔ اور یہ کسی موکل سے کم نہیں ہوتا۔" فون پہ ہی مصروف اس نے سرسری سا جواب دیا۔ حالانکہ جہاں وہ لیٹا تھا وہاں سے باآسانی دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ اور زخرف کے چہرے

کے بدلتے رنگ وہ بخوبی دیکھ چکا تھا۔اس سے اتنا اندازہ تو اسے ہو ہی گیا تھا کہ اس بدیسی شخص کی بیوی اس سب سے لاعلم ہے۔وہ صحیح معنوں میں جان بوجھ کر حدید کو پھنسا رہا تھا۔

"اگر تم جانتے تھے وہ سب سن رہی ہے تو مجھے آگاہ تو کرتے۔" حدید کا دل چاہا اپنا ماتھا پیٹ لے۔یہ شخص تو زید نائک سے بھی دو ہاتھ آگے تھا۔

"زید نے کہا تھا کہ نانا کے سامنے اداکاری کرنی ہے۔باقی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ اور شکر کرو کہ میں مان گیا۔ورنہ جنید کاظمی کسی کی بات جلدی نہیں مانتا۔" اپنا معیار جتانا فرض جانا۔ بھئی نخرے تھے اس مریض کے۔

"اس زید کو تو میں دیکھ لوں گا۔" دانت پیستے ہوئے زیرلب اسے سخت الفاظ سے نوازتے اپنے دائیں ہاتھ کی مٹھی کو زور سے دباتے غصے سے کہا تو جنید کے اندر کی ممتا جاگ گئی۔

www.novelsclubb.com

"اے خبر دار جو اس معصوم کو کچھ کہا۔ایک تو وہ تمہارے لیے اتنا سب کر رہا ہے۔اس کا شکریہ ادا کرنے،اسے کہیں ڈنر کروانے کی بجائے تم میرے سامنے اسے یوں کہہ رہے ہو۔زیادہ بھرم نہ دکھاناورنہ ابھی تم مجھے جانتے نہیں ہو۔"اس نے یک دم فون بیڈ پہ رکھتے اسے نادیبی نظروں سے گھور کر دھمکی دی۔اس کے شاگرد کو کوئی برا کہے اور وہ خاموش رہے۔نا بھئی یہ جنید کاظمی کو جچتا نہیں۔

"میں جا سکتا ہوں؟"زید کی خبر لینے کا تہیہ کرتے اس نے یہاں سے جانے میں ہی عافیت جانی ورنہ یہ شخص اس کا فشار خون بڑھانے میں کوئی کسر باقی نہیں رہنے دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ضرور جاو۔ویسے بھی میرے دوست کے آنے کا وقت ہونے والا ہے۔بیچارا شروع سے مجھے سمجھاتا تھا کہ چھوڑ دو ہیوی بائیک۔مگر میں کہاں اس کی سنتا ہوں۔اب چلو ورنہ تمہیں یہاں دیکھ وہ یقیناجل جائے گا۔بس دوستی چیز ہی ایسی ہے۔"اسے اجازت سے نوازنے کے بعد وہ اپنی ہانکنا شروع ہوا۔

ایک بات تو حدید جان چکا تھا کہ یہ جنید کاظمی ہی تھا جس نے اس کے دوست کو بگاڑا تھا۔اس کے بیچارے دوست کے لیے حفاظت کی دعا مانگتے وہ کمرے سے نکل آیا۔

☆☆☆

وہ کمرے سے باہر آیا تو وہ اس کی منتظر تھی۔چہرے پہ حیرت اور بے یقینی چھائی ہوئی تھی۔

۔"تم نے جھوٹ کیوں بولا؟"وہ سیدھا مدعے پہ آئی۔

"زخرف۔۔"وہ جھوٹ گھڑنے لگا۔

"سچ بتاو حدید"اس نے روک دیا۔

"میں نے کل جھوٹ بولا تھا۔"سچ بولنے میں ہی عافیت جانی۔کم از کم وہ اس کے سامنے اب مزید ناٹک نہیں کر سکتا تھا۔اسے یقین تھا وہ اس کی بات سمجھ جائے گی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کونسا جھوٹ؟" استفہامیہ انداز۔

"یہی کہ میرا دوست ایڈمٹ ہے۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ میں ہمارے لیے کوئی مصیبت نہیں چاہتا تھا۔"

"کونسی مصیبت؟"

"میں اس روز مام سے ملنے کے لیے آیا تھا۔ لیکن یہ بات میں تمہارے نانا کو نہیں بتانا چاہتا تھا۔ نا جانے وہ کیا سمجھتے۔" اس نے ساری حقیقت اس کے گوش گزار کر دی۔

"تم مجھے اعتماد میں لے سکتے تھے۔" اس نے شکوہ کیا۔

"یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں تھا۔"

"آئندہ مجھے انفارم کر دینا۔"

"جو حکم مادام" اس نے اپنا سر اس کے قریب کر کے خم دیتے ہوئے کہا تو وہ زیر لب مسکرائی۔

"مادام کہتے ہو تو بہت ہی شریف لگتے ہو۔" سرخ گالوں والی لڑکی نے اپنے شوہر کو نئے طرز تخاطب سے نوازا۔

"تو کیا شریف نہیں ہوں ؟" اپنا وجیہہ چہرہ اس کے حسین چہرے کے ذرا قریب کر کے شرارتی لہجے میں پوچھا۔ زخرف نے اس کی سیاہ آنکھوں میں جھانکا۔ وہاں شرارت کے ساتھ کوئی اور جذبہ بھی چمک رہا تھا۔ وہ پلکیں جھکا گئی۔

"ہر گز نہیں" اس کے چہرے سے نگاہیں پھیر کر فوری انکار کیا۔

"پھر کیسا ہوں ؟" بازو سینے پہ باندھے اپنے بارے میں رائے لینی چاہی۔

"لوگوں کو بیوقوف بنانے والے" ان کی گفتگو سے اس لفظ کو چراتے اس نے معصوم سا طنز کیا تو وہ دل کھول کر ہنسا۔ "سیریسلی" اس کی بات سے محظوظ ہوتا وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"ہم ہاسپٹل میں ہیں۔" اس کو گردن پیچھے کی جانب پھینک کر مسلسل ہنستے دیکھ اس کا ہاتھ پکڑ کر دباتے ہوئے اسے باور کروایا۔ نور کو یقین تھا کہ ارد گرد کے لوگ انہیں دیکھ کر پاگل گردانتے گزر رہے تھے۔

"او آئی ایم سوری۔ چلو مام سے مل لیتے ہیں۔" وہ اس کا ہاتھ تھامتے آگے بڑھا۔ تو وہ اس کی گرفت محسوس کرتے اپنے آپ میں سمٹی۔

پہلی بار وہ کسی مرد کے بارے میں ایسے احساسات محسوس کر رہی تھی۔ یہ اس کے لیے نیا تھا اور بلاشبہ خوبصورت بھی۔

☆☆☆

www.novelsclubb.com

وہ دونوں ایک ساتھ عائشہ کے کمرے میں داخل ہوئے تو محمود آغا کو عائشہ کے سامنے کرسی پہ بیٹھے پایا۔ حدید نے اس کا ہاتھ چھوڑا تو وہ آگے بڑھی۔

"دادا آپ"

"آو۔ کیسے ہو بیٹا؟" زخرف کے سر پہ ہاتھ رکھنے کے بعد وہ حدید سے بغل گیر ہوئے۔

"آپ تو غائب ہی ہو جاتے ہیں۔" زخرف نے شکوہ کیا۔ ایک تو اسے اپنے دادا کو دیکھنے کے لیے بھی انتظار کرنا پڑتا تھا۔

"فوج والے ریٹائرڈ ہو کر بھی ریٹائرڈ نہیں ہوتے۔" کندھے اچکا کر جواب دیا۔

"ماما آپ کو پہچان رہی ہیں؟" اس نے دادا کے کان میں سرگوشی کی۔

"ہاں۔۔ وہ مجھے کیسے بھول سکتی ہے؟" انہوں نے ابرو اچکا کر جواب دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ بات نہ کہیں۔ وہ اپنی بیٹی کو بھول چکی ہیں۔" ماں کی طرف دیکھ کر وہ اداس ہوئی۔

"آپ دونوں کیا کھسر پھسر کر رہے ہیں؟" عائشہ نے جاننا چاہا۔

"کچھ خاص نہیں" زخرف نے بات ٹالی۔

"پرسنل ہو گی مام" حدید شرارت کی تصویر بنا زخرف کو نگاہوں میں رکھتے بولا تو زخرف نے اسے گھورا۔

"دیکھو تمہاری بیوی تمہیں گھور رہی ہے۔" عائشہ نے اس کی گھوری بخوبی دیکھی اور سب پہ عیاں بھی کر دی۔ ان کے پر شفاف چہرے پہ گہری مسکان تھی۔ وہ شاید یہ نظارہ دیکھ کر کافی خوش تھیں۔

"اب اتنے ہینڈسم شوہر کو گھورے گی نہیں تو کیا کرے گی۔" حدید نے جلتی پہ تیل پھینکا۔ زخرف کا دل چاہا اس کا سر پھاڑ دے۔

www.novelsclubb.com

"ایسی بات نہیں ہے۔ آپ اب کیسی ہیں ماما؟" وہ اس کو اگنور کرتے عائشہ کے پاس بیٹھتے محبت سے ان کی ہتھیلی تھامتے ان کی خیریت معلوم کرنے لگی۔ ایک تو اس کی زندگی میں اتنے مسائل آن وارد ہوئے تھے کہ اسے اپنی ماں سے ملنے میں بھی دقت پیش آرہی تھی۔

"تم دونوں کو دیکھ کر تازہ دم ہو گئی ہوں۔" ایک ہاتھ زخرف کے ہاتھ میں دیے اور دوسرے سے حدید کا ہاتھ تھامے وہ پر مسرت بولیں۔ پہلی بار زخرف کو حدید سے جلن نہیں ہوئی۔

"آپ دونوں باتیں کریں۔ میں اور حدید چائے لے کر آتے ہیں۔" ان کو تنہائی میں بات کرنے کا موقع دیتے وہ حدید کو لیے کمرے سے باہر نکلے۔

"کب جا رہے ہو واپس؟" کنٹین کی طرف بڑھتے ہوئے سرسری سا پوچھا۔

"ایک، دو دن تک" آستین کے بازوؤں کو فولڈ کرتے جواب دیا۔

"یہ لو عائشہ کا پاسپورٹ۔ ٹکٹس بک کروالو۔اور وقت سے واپس چلے جاو۔" اپنی جیب سے پاسپورٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں پکڑاتے انہوں نے تاکید کی۔

"کیا کوئی مسئلہ ہوا ہے؟" اس کے چہرے پہ تفکر ابھرا۔ اگر محمود آغا یوں تاکید کر رہے تھے تو بات سرسری نہیں ہو سکتی تھی۔

"جیسے تم جانتے نہیں۔" انہوں نے چوٹ کی تو وہ گڑبڑا گیا۔

"میں نے نور کو اللہ کے بعد تمہارے سپرد کیا ہے حدید۔ اسے زخم پہنچا تو اچھا نہیں ہو گا۔" کنٹین میں قدم رکھتے اس کو تنبیہ کی۔

"آپ کو لگتا ہے کہ میں اسے زخم پہنچنے دوں گا؟" اس نے یوں پوچھا گویا کہہ رہا ہو کہ آپ کم از کم حدید عالم سے یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ اپنی جان پر کھیل کر بھی زخرف نور کی حفاظت کرے گا۔

"اپنے قول پہ ڈٹے رہنا۔" جانے کس خدشے کے تحت دہرایا۔

"آپ مجھے ہمیشہ ثابت قدم پائیں گے۔"یقین دہانی کروائی۔

"چلو اب چائے لے کر چلتے ہیں۔"چائے کا آرڈر نوٹ کروا کر کہا۔

"مجھے ایسپریسو۔۔۔"وہ اپنی فرمائش کرنے لگا تو محمود آغا نے سخت نظروں سے اسے گھورا۔وہ وہیں خاموش ہو گیا۔

"خاموشی سے چائے پیو۔اور جا کر پیکنگ کرو۔"حکم صادر کیا۔اور حدید مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق اپنی محبوبہ سے کچھ پل کے لیے دستبردار ہو گیا۔

ایک بات تو ثابت ہو گئی تھی کہ حدید عالم کے سسرال والے اسے ہمیشہ ٹف ٹائم دیتے تھے۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

چائے پینے کے بعد وہ گھر واپسی کے لیے روانہ ہوئے۔ہسپتال کی راہداریوں سے گزرتے حدید نے بات شروع کی۔

"میں، ہم تینوں کی ٹکٹس بک کروالیتا ہوں پرسوں کی۔ تم پیکنگ کرلو۔"

"اور تم میری اور ماما کی ٹکٹس کیوں بک کروانے لگے ؟" جانے وہ کیا سننے کی متمنی تھی جو یہ کہہ بیٹھی۔

"کیا مطلب کیوں ؟"اس نے رک کر نا سمجھی سے پوچھا۔

"دیکھو۔۔۔" وہ بات شروع کرنے لگی۔

"دیکھ رہا ہوں۔" وہ اس کے سحر میں کھونے لگا۔

"حدید !" وہ اس کے لبوں سے اپنا نام سنتا مزید سحر زدہ ہوا۔

"زخرف !" محبت کی چاشنی میں لپٹی گھمبیر آواز پہ زخرف نے تھوک نگلا۔

"تم صرف اپنی ٹکٹ بک کرواو۔ میں اپنی اور ماما کی ٹکٹ بک کرواوں گی۔ اور تمہیں ہمارے ساتھ جانے کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ ہم نے پلین میں جانا ہے۔ وہاں کسی قسم کی سیکیورٹی کا کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔" جال ٹوٹ گیا۔ سحر ختم ہوا۔ ساحر شرمندہ ہوا۔ سحر زدہ پریشان۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں یہ لگ رہا ہے کہ میں سیکیورٹی کے لیے تمہارے ساتھ جا رہا ہوں؟"اس نے اچنبھے سے استفسار کیا۔اس لڑکی نے اس کے سارے ارمان ڈبونے کی قسم کھا رکھی تھی۔

"اور بھی کوئی جواز ہے؟"زخرف نے گویا اس جواب پہ اسے حیرت کا شکار کیا۔وہ الگ بات تھی کہ زخرف نورا اپنے دل کی چوری سمجھ کر بھی نا سمجھ بننا چاہ رہی تھی۔ اسی لیے تو نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔

"نہیں سیر یسلی! مطلب تم مجھے اپنا باڈی گارڈ سمجھ رہی ہو؟"وہ صدمے سے لبریز لہجے میں بولا۔حالانکہ خود وہ اسے یہ باور کروا چکا تھا کہ وہ اس کا محافظ ہے۔مگر نا جانے اس کا یہ لہجہ اسے اتنی تکلیف کیوں دے گیا تھا۔

"وہ دراصل۔۔۔"

اپنے کہے الفاظ پہ اس نے خود کو کوسا۔وہ جان بوجھ کر یہ کر رہی تھی اور شرمندگی بھی محسوس کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کم از کم کچھ تو سمجھ رہی ہو۔" وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔

"اور ہاں ٹکٹس میں ہی بک کرواوں گا۔ آفٹر رول تمہارا باڈی گارڈ جو ٹھہرا۔" اس نے گویا بات مکمل کی۔ دونوں کے بیچ خاموشی حائل ہو گئی۔ زخرف کے چلتے قدموں نے گزارش کی کہ وہ یہ دیکھے کہ اس کے کہنے پہ اس نے ہیلز بھی نہیں پہنی تھیں۔ اس کا دل چاہا کہ وہ اس کو کہتی کہ دیکھو تم نے گزارش کی تو میں نے مان لی۔ مگر وہ تو خاموش ہی ہو گیا۔

پارکنگ کے قریب پہنچ کر وہ اس سے دور ہوا تو زخرف کے دل کو کچھ ہوا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھتے اس کا ہاتھ تھام گئی۔

www.novelsclubb.com

"ناراض ہو کر نہیں جانا۔" التجائی نگاہوں کا مفہوم سمجھنے سے وہ قاصر تھا۔

"تمہیں میری ناراضگی سے فرق پڑے گا؟" اس کی سیاہ آنکھوں سے نظریں چراتے پوچھا۔

وہ اس کو کیسے کہتی کہ وہ چند لمحوں کے لیے اس سے بے رخی برت کر دور ہوا تھا تو زخرف نور کا دل تھم گیا تھا۔

"میں پیکنگ کر لوں گی۔ تم ہمیں پک کر لینا ائیر پورٹ کے لیے۔" "ہوں۔" ہنوز ناراضی۔

"تم ابھی تک ناراض ہو۔" وہ روہانسی ہوئی۔

"جب تم مجھے پل میں اجنبی کرتی ہو ناز خرف تو تکلیف ہوتی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہم میاں بیوی کی حیثیت سے رہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہم اچھے دوست بن کر رہیں۔ خوشیوں کو ایک ساتھ بانٹیں اور غموں کو ایک ساتھ جھیلیں۔ جب ہم میں سے کسی ایک کو دوسرے کی ضرورت ہو تو وہ اپنے ہونے کا احساس دلائے۔ کیا ہم میں یہ تعلق بھی نہیں رہ سکتا؟" وہ کرب کی آخری حد پہ کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔ جانے وہ کیوں اس کو نہیں سمجھتی؟ وہ کیوں نہیں سمجھ پاتی کہ وہ حدید عالم کی زندگی ہے۔ وہ کیوں انجان رہتی ہے؟

"بولو زخرف۔ خاموش کیوں ہو؟ کیا تم مجھے اپنا دوست بنانے کے قابل بھی نہیں سمجھتی؟" اس کا چہرہ تھام کر اپنے روبرو کرتے بے بسی سے پوچھا۔ وہ اس لمس پہ اپنے آنسو روکنے لگی۔

وہ اسے کہنا چاہتی تھی کہ وہ اسے دوستی سے بھی اونچا مقام دے چکی ہے مگر الفاظ ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

حدید نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ وہ مزید یہاں نہیں رک سکتا تھا۔ اگر رکتا تو یقیناً خود پہ قابو کھو دیتا اور اب کی بار رو پڑتا۔

"ہم اچھے دوست بنیں گے۔" زخرف نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو حدید کو نئی زیست مل گئی۔

"اس نئی شروعات میں ہمارے تمام تلخ حقائق شامل حال نہیں ہوں گے۔" حدید نے اس کا ہاتھ اپنی نرم گرفت میں لیتے مزید کہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہم ہر لمحہ ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔" زخرف نے اس سے یقین دہانی چاہی۔

"ہم کبھی کسی غلط فہمی کی بنا پر دوسرے کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔" کسی خطرے کے پیش نظر وعدہ لیا۔

"وعدہ" دونوں نے بیک وقت کہا۔

"یہ دن تاریخ میں لکھا جانا چاہیئے کہ آج زخرف نور اور حدید عالم کے درمیان دوستی کا تعلق قائم ہوا تھا۔" حدید نے اضافہ کیا تو وہ دل سے مسکرائی۔

ہاں اب نئے سرے سے شروعات ہو جانی چاہیئے تھی۔

"اور تا عمر یہ سلامت رہے گا۔" زخرف نے حرف آخر کہا۔

دونوں نے ہاتھ ملائے۔ لہجے میں بشاشت، دل میں سرور اور دماغ میں بے فکری لیے اس لمحے وہ دونوں کھل کر جیے۔ تاریخ نے یہ لمحہ محفوظ کر لیا۔

☆☆☆

وہ مسرور سا پیکنگ میں مصروف تھا جب رابرٹ کی کال آئی۔

"بولو" وہی سنجیدہ اور بارعب آواز۔

"سر وہ بندہ مارا گیا ہے۔ کسی نے اس کا قتل کر دیا۔" دوسری جانب سے اس خبر کے ملتے ہی حدید کے حواس سلب ہوئے۔ پریشانی کی لہر نے اسے آن گھیرا۔

"کیا اس نے حقیقت اگلی تھی؟" کسی امید کے تحت پوچھا۔

"نہیں سر۔ لیکن امید تھی کہ ایک دو دن تک وہ بتادے گا۔" شرمندگی سے جواب دیا۔ جانتا تھا کہ حدید عالم اس بات پہ اس کی چمڑی ادھیڑ سکتا تھا۔

"ڈیم اٹ۔ لعنت ہو تم پہ۔ ایک بندہ نہیں سنبھالا گیا۔" اس نے غصے سے فون بند کر کے بیڈ پہ پھینکا۔ بائیں ہاتھ سے کنپٹی سہلاتے ہوئے وہ شش و پنج کا شکار دکھائی دیا۔

یہ معاملہ اس کی سوچ سے زیادہ گھمبیر اور الجھا ہوا تھا۔

☆☆☆

جاری ہے۔۔۔

www.novelsclubb.com